بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 48

ایڈیٹر : منیر احمد خادم
نائبین : قریشی محمد فضل اللہ۔ منصور احمد

Postal Registration No: P/GDP-23

26/4 محرم رصفر 1420 ہجری 13/20 ہجرت 1378 ہش
13/20 مئی 1999ء

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly
BADR
Qadian

خلافت نمبر

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

شمارہ 19/20

شرح چندہ
سالانہ -/150 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈیا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈیا 20 ڈالر امریکن


"خُدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دُنیا میں بھیجا گیا ہوں" {مسیح موعود}
(الوصیت صفحہ 11-10)

# خلافتِ احمدیہ کو خُدا تعالیٰ کے فضلوں کا وطن حاصل ہے

## ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (النور: آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کیلئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

## فرمان آنحضرت ﷺ

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ: (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھالے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی عمومیت سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ مِنْکُمْ سے صحابہؓ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقہ اُنہی کے زمانہ تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔

"ان آیات (آیت استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کیلئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے، خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"۔

"چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے۔ سواسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہوجائے تو ہوجائے کچھ پرواہ نہیں"۔
(شہادت القرآن صفحہ ۳۴ اور ۵۷۔۵۸ روحانی خزائن جلد ۶)

## اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا جو خلافت کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

"اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنادیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکادیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو' (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

## سب برکتیں خلافت میں ہیں

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلادیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اُونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تامرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں"۔
(الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

## خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"۔۔۔۔۔ خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے اور اس خدا کے فضلوں کے وطن سے خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی نہیں نکال سکتا۔ خلافتِ احمدیہ کو خدا کی حمایت کا وطن حاصل ہے، اس اللہ کی حمایت کے وطن سے تم خلافت کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ خلافت احمدیہ کو خدا کی نصرت کا وطن حاصل ہے اور اس نصرت کی سرزمین سے تم کبھی جماعت احمدیہ کو نہیں نکال سکتے۔ اور ہاں جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رُعب عطا ہوا ہے۔ خلافتِ احمدیہ اس رُعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رُعب دور دور تک اثر کرتا ہے۔ تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے۔ یہی رعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے۔ یہی رُعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں۔ اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافت احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی۔ اور کبھی نہیں رک سکے گی۔ تم گواہ ہو اس رُعب کے اگر اور کوئی نہیں۔ اس رُعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے، تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ کیا تمہارے منصوبے اور کیا تمہاری کارروائیاں! حیرت ہے، سبق پہ سبق دیئے جاتے ہو اور پھر تم آنکھیں بند کرلیتے ہو۔ اور غافل ہوجاتے ہو"!!
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر اگست ۱۹۸۵ء)


منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 13/20 مئی 1999ء

# اُمّت کے تمام مسائل کا حل خلافت میں ہے

اس وقت پوری دنیا میں سخت بے امنی و بے چینی پھیلی ہوئی ہے ہر طرف ظلم و فساد کا دور دورہ ہے مسلمان انتہائی کسمپرسی اور بے بسی کے دن کاٹ رہے ہیں اسلامی حکومتیں بھی اپنے ہی مسائل میں الجھ کر رہ گئی ہیں اور مسلمان بے چارے دو طرفہ مظالم کا شکار ہیں نہ ہی ان کی دینی حالت سدھرنے میں آرہی ہے اور نہ ہی دنیاوی۔ علماء خود بھی دن بدن قعر مذلت میں گرتے جارہے ہیں اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے برباد ہونے کا رونا روتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں حیدر آباد میں "الحق ایجوکیشن اینڈ ویلفئر سوسائٹی" کے زیر اہتمام "دیہاتوں میں مساجد و دینی مدارس کا قیام اور ہماری ذمہ داریوں" کے موضوع پر ڈی وی فنکشن ہال جام باغ میں مسلمانوں کا ایک اجتماع ہوا۔ اس میں مخاطب کرتے ہوئے مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے 'دلسوز" خطاب میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ:۔ "باطل طاقتیں اسلام کے انقلاب آفرین پیغام کو مٹانے کے درپے ہیں"۔ مولانا محمد حمید الدین عاقل امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش نے کہا کہ "دیہاتوں میں جہالت کا دور دورہ ہے جس کی بناء جاہلانہ رسومات زوروں پر ہیں دنیا کے کسی بھی خطہ میں مسلمانوں کو چین و سکون میسر نہیں"۔

سابق ریاستی وزیر و رکن اسمبلی جناب بشیر الدین بابو خان نے کہا کہ "دیہاتوں میں طلباء کو تعلیم دینے کیلئے اساتذہ کی تربیتی کلاسز شروع کی جائیں۔ انہوں نے اس بات پر اظہار تاسف کیا کہ مسلمان اتنے سخت مصائب سے گذرنے کے باوجود اپنا مرکزی مقام بنوا نہ سکے۔ آج حکومت مسلمانوں کے فلاح و بہبود اور مساجد کی تعمیر کیلئے جامع منصوبہ رکھتی ہے جس کے لئے 350 کروڑ روپے منظور کر کے اپنے ہاں رکھے ہوئے ہے ضرورت ہے کہ اس کو استعمال میں لایا جائے"۔ (اخبار سیاست حیدر آباد ۹۹۔۴۔۵)

قارئین کرام یہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار آج بھی دانشور کہلانے والے علماء کر رہے ہیں ایک طرف تو یہ حال ہے کہ حکومت نے ایک خطیر رقم مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور تعمیر مساجد کے لئے منظور کر رکھی ہے اور آج کوئی ایسا مسلمان لیڈران کے پاس نہیں ہے جو اپنی ذاتی کوششوں سے نہ سہی کم از کم حکومت سے یہ خطیر رقم لے کر ہی اس کو صحیح رنگ میں استعمال کر کے کوئی خدمت دین کا کام سرانجام دے سکے۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ خلیفۂ وقت کی قیادت و راہنمائی میں اپنے پاس سے چندے دیکر اس وقت گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ مساجد اور مشن تعمیر کر رہی ہے اور مسلمان بھائیوں اور ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے مبلغین و معلمین کا بھی انتظام کرتی ہے نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں یہ مساعی جاری ہیں جبکہ باقی مسلمان اپنی کثرت طاقت اور دولت اور حکومتوں کے باوجود کچھ بھی نہ کر سکنے کا اقرار کر رہے ہیں نہ صرف یہ کہ یہ کچھ نہیں کر پار ہے آئندہ بھی کچھ نہیں کر سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین کے قیام اور مضبوطی اور خوف کو امن سے بدلنے اور بے سکونی کو سکون میں تبدیل کرنے اور عبادت کا قیام خلافت سے وابستہ کر رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون٥ (النور آیت ۵۶)

ترجمہ:۔ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کیلئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

آج پوری دنیا اس بات کی گواہ ہے کہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی اس کی توفیق مل رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک واجب الاطاعت امام اور خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ جماعت احمدیہ میں موجود ہے (اللھم بارک لہ فی عمرہ و امرہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے زیر سایہ اس وقت جماعت احمدیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے ایک سو ساٹھ سے زائد ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا ہے آج جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ایم ٹی اے کا اسلامی چینل ۲۴ گھنٹے اسلام و احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہا ہے۔ ۵۲ سے زائد زبانوں میں ترجمہ قرآن مجید شائع ہو چکا ہے اور متعدد زبانوں میں ہزارہا تعداد میں اخبار و رسائل جاری ہیں بے شمار اسلامی لٹریچر شائع ہو کر پھیلایا جارہا ہے دن رات مبلغین و معلمین مخلوق خدا کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت میں کوشاں ہیں مساجد و مشنوں کا قیام ہو رہا ہے سکول و ہسپتالوں کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت ہو رہی ہے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوتے ہیں اور ایک پیسہ بھی کسی حکومت یا سلطنت سے نہیں لیا جاتا۔ مخلصین جماعت ہی لازمی و طوعی چندوں سے ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ پیارے امام کی ہر تحریک اور آواز پر بک جانے کیلئے تیار ہیں ہر احمدی کے دل میں تبلیغ اسلام کی لہریں موجزن ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ دن بدن ترقی پذیر ہے فالحمد للہ۔ جہاں تک علماء و مفکرین و ہمدردانِ اسلام کا قادیانیت کے انسداد اور احمدیت کے مٹانے کا سوال ہے تو اس کے بارہ میں یاد رکھیں سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل خبر دے دی تھی کہ

کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں مسیح ابن مریم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے جس پودے کو خود اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اسے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے شدید معاند احمدیت مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔۔۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔۔۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔۔۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے"۔ (ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ ۱۹۶)

یہ تو ہیں حقیقت افروز الفاظ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق آج سے کئی سال پہلے کہے گئے تھے اس وقت سے اب تک مخالفت کا سلسلہ بدستور نہ صرف جاری رہا بلکہ ترقی پذیر ہے اور مخالفین پورا زور لگانے کے باوجود جماعت کا بال بھی بیکا نہ کر سکے آج جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی بابرکت مشن کی تکمیل کیلئے کوشاں ہیں جو جماعت پہلے لاکھوں میں تھی اب کروڑوں میں ہے پہلے جماعت کا مالی بجٹ لاکھوں میں تھا اب اربوں میں ہے۔ پہلے سالانہ سینکڑوں بیعتیں ہوتی تھیں اب لاکھوں میں ہوتی ہیں پہلے جماعت کا پیغام پہنچانے کیلئے اپنا ریڈیو سٹیشن بھی نہ تھا اب انٹر نیشنل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے۔ پس ہم آج کے مخالفین کو انہیں کے بزرگوں کی زبانی متنبہ کرتے ہیں کہ کان کھول کر سن لو اور آنکھیں کھول کر پوری دنیا میں دیکھ لو تم اور تمہارے چیلے چانٹے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے آپ کے ساتھ تائید رب الوریٰ ہے حضور فرماتے ہیں:۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ

آپ نے دنیا کے ہر ملک میں اسلام و احمدیت کی دھاک جما دی ہے یہ "ابن مریمؑ" اور ہمارے امام آج دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے پر نزول فرما ہو رہے ہیں۔ آخر پر ہم اپنے بھائیوں سے نہایت درد دل سے اپیل کرتے ہیں کہ

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت حقہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

## رباعیات

(1)

خلیفے درگہ خلاق میں مقبول ہوتے ہیں
عدو ان کے مگر بے راہ نامعقول ہوتے ہیں
خدا جب خود خلیفوں کو عطا کرتا ہے یہ منصب
تو پھر وہ کیوں خلافت سے بھلا معزول ہوتے ہیں

(2)

آ قادیاں میں نورِ خدا آشکار دیکھ
دارالاماں میں دین کے چمن کی بہار دیکھ
اخلاص شرط ہے جو سعادت کی ہے تلاش
یاں آ اور آ کے عظمتِ پروردگار دیکھ

(محمد ابراہیم شاد)

# خطبہ جمعہ

# اللہ کی کائنات کا سفر اس کی جستجو میں گزاریں تو اس ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گی اور خدا تعالیٰ کی صفات آپ کے دل پر ایک نور کی طرح جلوہ گر ہونگی

## آیت الکرسی میں موجود مضامین کا نہایت پُرلطف بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ر فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹ر تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لاَ تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلاَ نَوْمٌ۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلاَّ بِاِذْنِہٖ۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلاَّ بِمَا شَآءَ۔ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلاَ یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾۔

(سورة البقره: ۲۵۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یعنی اس کے ترجمے میں حضور اقدس کا ترجمہ یہ ہے "یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذات وہی خدا ہے۔ پس جبکہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اسی کی زندگی سے زندہ ہے اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اسی کی ذات سے قائم ہے"۔ (چشمہ معرفت)۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت ہی عارفانہ ترجمہ اور اس کی تشریح ہے جس کے متعلق میں جو بقیہ مضمون ہے اس میں وقتاً فوقتاً بات کھولتا رہوں گا۔

سب سے پہلے تو میں یہ عمومی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کیوں عالم ہے ہر چیز کا۔ کیوں کوئی اور وجود عالم نہیں ہے۔ اس کے کوئی عقلی دلائل بھی تو ہونے چاہئیں اور جب میں بات کھولوں گا تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ تمام عقلی دلائل اسی آیت الکرسی میں موجود تھے لیکن صاف دکھائی نہیں دے رہے تھے یعنی ان لوگوں کو جو سرسری غور کرتے ہیں اور تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ تو ہر مضمون کو سمجھنے کے لئے رفتار میں کمی کرنی پڑتی ہے۔ جتنا تیزی سے آپ گزریں گے اتنا ہی مضمون کم سمجھ آئے گا اور اسی ایک حوالے سے میں آج کا خطبہ شروع کر رہا ہوں۔

انگلستان کے ایک دانشور جو تنقید کرنے والے اور مختلف کتابوں کے مصنف تھے اور ان کا نام اس پہلو سے انگلستان میں مشہور ہے جان رسکن (John Ruslkin) ان کا نام تھا اور ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں وفات پائی انہوں نے ایک موقع پر لکھا "All travelling becomes dull in exact proportion to its rapidity" ہر سفر اپنی رفتار کی براہ راست نسبت کے ساتھ Dull ہوتا چلا جاتا ہے یعنی جتنی تیز رفتار ہو اتنا ہی سفر Dull ہو جائے گا۔ اب یہ کہنے کو تو ایک عام سا فقرہ ہے لیکن اس کے اندر بہت گہرے مضامین پوشیدہ ہیں تبھی جان رسکن کے اس فقرہ کو انگریزی کتابیں نمایاں طور پر پیش کرتی ہیں اور حقیقت وہی ہے کہ جتنا تیز رفتاری سے سفر کرو گے اتنا ہی کم مضمون سمجھ آئے گی اور جتنا کم مضمون سمجھ آئے گی اتنا Dull ہو جائے گا۔ پس یہ بہت دلچسپ ایک تناسب ہے جو انہوں نے محسوس کیا اور اس کو پیش کیا اور آیت الکرسی کو سمجھنے کے تعلق میں ان کا یہ مقولہ ہمارا مددگار بن سکتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں تیز رفتاری کے نتیجے میں وہاں وہاں پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے نہیں پہنچا جا سکتا۔ اور تیز رفتاری کے ذریعے ان سارے امور پر حاوی ہونے کی کوشش کی جا رہی ہے جن پر حاوی ہونے کی انسان بساط نہیں رکھتا لیکن زمانہ تیز رفتاری کا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ تیز رفتاری کے سبب انسان نے وہ سب کچھ سیکھ لیا یا وہ بہت کچھ سیکھ لیا جس کو سست رَو انسان نہیں سیکھ سکتا تھا۔ کہنے کو یہ بڑی معقول بات ہے لیکن عملاً آپ دیکھیں تو جان رسکن کا یہ مقولہ غور سے اس پر چسپاں کریں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ ایک فرضی بات ہے علم کی وسعت کی ورنہ حقیقت میں یہ علم وسیع نہیں ہے۔

وجہ کیا ہے، کیوں انسان تیز رفتاری اختیار کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی ذات بہت محدود ہے اور وسعت کائنات بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ ایک جگہ بیٹھا رہے گا تو اس جگہ کے راز نسبتاً زیادہ معلوم کر سکتا ہے جہاں ٹھہرا ہوا ہو لیکن ساری کائنات ادھوری پڑی رہ جائے گی۔ اس کو علم ہی نہیں ہو گا کہ وہاں باہر کیا ہو رہا ہے۔ ان دو تضادات کا شکار ہے انسان۔ رفتار آہستہ کرے تو بات سمجھ آئے گی لیکن بہت سی باتوں کا علم ہی نہیں ہو گا کہ وہ ہیں کیا اور تیز کرے رفتار تو بہت سی باتوں کا علم ہو سکتا ہے مگر ان کی حقیقت سے نا آشنا رہے گا۔ سائنس کی دنیا میں آپ کو انہی تضادات کے نتیجے میں مختلف قسم کے سائنس دان دکھائی دیتے ہیں۔

بعض ایسے سائنس دان ہیں جو ایک چھوٹی سی چیز کی کنہ کو پہنچنے کے لئے ایک ہی جگہ عمریں گزار دیتے ہیں۔ ایسے نئے سے نئے آلوں کی مدد لیتے ہیں جن سے اس کی تہہ تک اتر کے اندر دیکھیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ جتنے بھی اٹامک راز ہیں وہ تیز رفتاری سے حاصل نہیں ہوئے بلکہ ایک جگہ ٹھہرنے کے نتیجے میں حاصل ہوئے ہیں۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے حسابی سوال حل کئے گئے ہیں پلانگ کی تھیوری کیا تھی۔ وہ کیسے ایجاد ہوئی، اس کی تصدیق میں کیا امور انسان کے علم میں آئے۔ وہ سارے ایسی سائنسوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ایک انسان اعلیٰ قسم کے آلات لے کر جیسے بہت نئی عظیم الشان خورد بینیں جو ایٹمی خورد بینیں ہیں ان کی مدد سے ایک جگہ بیٹھا رہتا ہے اور ایسے سائنس دان ہیں جن کی عمریں گل گئیں اس میں لیکن رازوں کی تہہ تک اترتے چلے گئے، اترتے چلے گئے، اترتے چلے گئے لیکن ایک اعلان عام ہے جو ان کی ساری زندگی کی ریسرچ کا عنوان بنایا جا سکتا ہے وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلاَّ بِمَا شَآءَ۔ زندگی گزارنے کے بعد اندر سے اندر اترتے چلے گئے لیکن احاطہ نہ کر سکے اور باقی زمانوں کے لئے مضمون ادھورا چھوڑ دیا۔ اب ان کے بعد آنے والی سائنس دانوں کی نئی نسلیں ہونگی جو جہاں انہوں نے کام چھوڑا تھا وہاں سے آگے بڑھائیں گی اور اگر آگے بڑھنے کے لئے تھا کچھ نہیں تو بڑھائیں گی کیا۔ کیونکہ جو کچھ ہے وہ خود تو انہوں نے پیدا نہیں کیا نہ اسے زیادہ

کر سکتے ہیں اسلئے جو کچھ بھی پیدا ہوا اس کی تحقیق میں عمریں چھوڑ نسلیں گنوادیں گے مگر احاطہ نہیں کر سکیں گے۔ یہ مضمون ہے جو آیت الکرسی کی جان ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ناممکن ہے کہ کسی علم کا احاطہ کر سکیں۔ رفتاریں بڑھائیں گے تو علم کی حقیقت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ رفتار آہستہ کریں گے تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے اندر اتنی گہرائی میں اور مضمون نظر آنے شروع ہو جائیں گے کہ وہ کسی مقام پر اس جستجو کو ختم نہیں کر سکتے۔

اب یہ حال آپ کو میں مثال کے طور پر ریشم کے کیڑے کی شکل میں دکھاتا ہوں کہ ریشم کا کیڑا ہے اس پر جو تحقیقات ہوئی ہیں وہ بھی اتنی گہری کہ حیران کن ہیں۔ لیکن ریشم کا کیڑا ہے کیا، کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے ان کو اس کی تحقیق کی۔ وہ حشرات الارض میں سے ایک کیڑے کی قسم ہے، پروانہ ہے لیکن جب انڈے سے نکلتا ہے تو ایک رینگنے والا جانور جو اپنے اردگرد، اپنے منہ سے نکلا ہوا ریشم کا تانا بانا بنتا چلا جاتا ہے۔ اب اس بات تک پہنچنے کے لئے کئی سائنس دانوں کی نسلیں گزری ہیں اور بڑی مشکل سے انہوں نے معلوم کیا کہ اندر کیا کرتا ہے۔ وہ لیکن کیسے کرتا ہے اس کا آج تک علم نہیں ہو سکا۔ ریشم کا کیڑا اپنے اردگرد ریشم کا تار بُنتا کیوں ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا سوجھی ہے اس کو اور بنتا ہے اس طرح کہ بُنتا چلا جاتا ہے اس کے اندر آپ قید ہو جاتا ہے اور اس قید سے رہائی حاصل کرنے تک جو اس کے اندر نشوونما ہو چکی ہوتی ہے اس میں ایسی تبدیلی ہوتی ہے کہ گویا وہ وجود ہی مختلف ہو گیا ہے۔ اس کو Metamorphosis کہتے ہیں یعنی کامل تبدیلی۔ اس کی نہ وہ شکل رہتی ہے نہ صفات وہ رہتی ہیں نہ عادات وہ رہتی ہیں، سب کچھ بدل جاتا ہے اور اس نبے پر کے کیڑے میں پَر اُگنے لگتے ہیں یعنی پروں کا وہ مادہ جس سے پر اُگ سکتے ہیں۔ وہ متحرک ہو جاتا ہے تب وہ اپنا تانا بانا کاٹ کر اس میں سوراخ کر کے اس میں سے نکل جاتا ہے اور انسان کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ ایک پروانہ ہے جو اڑ گیا ہے۔

جو بات میں آپ کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیوں ایسا کرتا ہے، کس نے اس کو سکھایا۔ یہ علم انسان آج تک حاصل نہیں کر سکا، نہ کبھی کر سکتا ہے۔ اس کی سرشت میں یہ بات کیسے داخل ہوئی اور اسے ریشم کا دھاگہ بنانے کا لعاب کیسے عطا ہوا۔ یہ وہ چیز ہے جس کو انسان کبھی بھی نہیں سمجھ سکے گا خواہ ریشم کے کیڑے کے ساتھ بیٹھا بیٹھا زندگی بسر کر دے۔ نسلیں گزر جائیں گی اس کو نہیں سمجھ سکے گا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اس کو انسان نے پیدا نہیں کیا کیونکہ انسان کے پیدا ہونے سے بہت پہلے وہ بن چکا تھا۔ اس لئے خدا کی ہستی کے ثبوت کے طور پر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت الکرسی کو پیش کرتے ہیں تو محض ایک فرضی دعویٰ نہیں ہے اس کے ایک ایک حصے میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے شواہد ہیں جن کو کسی قیمت رد نہیں کیا جا سکتا۔

اتنا پیچ دار مضمون ہے یہ لیکن کس نے اس کی فطرت میں یہ داخل کیا، ودیعت کیا جبکہ انسان نے تو بہرحال نہیں کیا۔ انسان تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ انسان تو ارتقاء کی ان منازل سے گزر رہا تھا جبکہ وہ حیوانات میں سے ایک حیوان کہلانے کا مستحق تھا مگر اس کو دوسرے حیوان پیدا کرنے کی صلاحیت کبھی بھی نہیں ہوئی۔ سارے ارتقاء کی کہانی سائنس کی زبانی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انسان جس حیوان کی منزل سے بھی گزرا ہے آگے اس نے دوسرے حیوان پیدا نہیں کئے، کبھی بھی نہیں کئے۔ جب دوسرے پیدا نہیں کئے تو اپنے آپ کو کیسے پیدا کر لیا، اپنی اگلی منزل کو کیسے پیدا کر لیا۔ لیکن یہ بات تو سردست ایک طرف رکھیں بہت لمبی کہانی ہے۔ مگر ریشم کے کیڑے کے متعلق میں عرض کر رہا تھا وہ تو بہرحال اس نے پیدا نہیں کیا۔ جب نہیں پیدا کیا تو اس کی بقاء کا انتظام بھی اس نے نہیں کیا۔

اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیّ اور قیوم دو لفظوں پر روشنی ڈالی ہے۔ زندگی دینے والا یہ نہیں تھا یہ تو قطعیت سے ثابت ہے۔ جب زندگی دینے والا یہ نہیں تھا تو کون تھا وہ زندگی دینے والا، کوئی بھی ہو یہ انسان بہرحال نہیں تھا اور وہ کیڑا خود اپنے آپ کو زندگی دینے والا نہیں تھا جس کا مطلب ہے زندگی دینے والا بیرونی وجود ہے اور زندگی دے کر اس کو قائم رکھنا بھی تو بڑا کام تھا۔ کروڑوں سال تک اس کیڑے کو پالنے کا انتظام کیا گیا ہے اس کی پرورش کا انتظام کیا ہے، اس کی خوراک مہیا کی گئی ہے، وہ ساری چیزیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے نتیجے میں اس کو اپنی پرورش اور نشوونما کا ضروری سامان مہیا ہوتا رہتا۔ وہ درخت اگائے گئے جن کے پتوں پر یہ پل سکتا ہے۔ اب وہ درخت اگائے گئے تھے۔ اس کی پیدائش سے پہلے۔ پیدائش کے بعد اگر اگائے جاتے تو یہ پیدائش کے وقت پلتا کیسے۔ اس لئے لازم ہے کہ وہ درخت اس کی پیدائش سے بہت پہلے اگائے گئے ہوں۔

وہ ایک الگ ارتقائی سلسلہ تھا جو جاری تھا پہلے سے، جیسے کسی مہمان کی آمد کا انتظار کیا جا رہا ہو اور اس کے لئے تیاری کی گئی ہو۔ یہ کیڑا بھی اللہ کا مہمان تھا۔ اس کی حیّ اور قیّوم دونوں صفات کا مہمان تھا۔ پس اس کی تیاری بہت پہلے سے شروع کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس پہلو سے آپ کیڑے پر اگر غور کریں تو خدا کی ہستی کا انکار ناممکن ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان ادنیٰ سی بھی عقل رکھتا ہو اور عقل کی آنکھیں کھول کر دیکھے تو وہ خدا کی ہستی کا انکار نہیں کر سکتا۔ صرف اس کیڑے پر منحصر نہیں، ایسے حشرات الارض لاانتہاء ہیں جن کی زندگی کے دائروں پر ابھی انسان کی نظر نہیں۔ اور جن کے زندگی کے دائرے پر انسان کی نظر ہے اس پہ حیرت انگیز معلومات ظاہر ہوتی ہیں جن کا احاطہ انسان نہیں کر سکتا پھر۔

یہ مثال تو میں نے ایک کیڑے کی دی ہے مگر درحقیقت سمندر میں جا کے دیکھیں تو سمندر میں ڈوبے ہوئے اتنی قسم کے کیڑے ہیں کہ ایک پوری کائنات اس کے اندر غرق ہوئی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور وہ سارے اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے دائرے میں اپنا رزق بھی پا رہے ہیں۔ یعنی قیوم ان کے ساتھ موجود ہے جس نے ان کو پیدا کیا اس نے ان کی زندگی اور پرورش کا انتظام بھی کیا۔ خدا کی قیومیت ساتھ ساتھ نہ چلے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ پس اتنے بڑے سمندر میں اور اس کی تہہ میں اربوں کا لفظ تو بالکل معمولی سا لفظ ہے، اربوں کھربوں کو آپس میں ضرب دیں تو حد شمار سے بات آگے نکل جائے گی۔ ناممکن ہو گا انسان کے لئے ان کو کسی شمار میں لا سکے۔ اور ہر ایک کی بقاء کا انتظام ہے اس کو کہتے ہیں الحیّ القیّوم۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختصر اشاروں میں جو مضامین بیان فرمادئے ہیں ان کو کھولنے کے لئے بھی تو ایک علم کا جہان چاہئے۔ پس میں نے رسکن کا جو حوالہ دیا اس حوالے سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے یعنی اس کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ تیز رفتاری بہت اچھی چیز ہے مگر dull کر دیتی ہے سفر کو۔ کوئی چیز dull اس وقت ہوتی ہے یا ایک ذہن dull اس وقت ہوتا ہے جب مضمون کے سمجھنے سے عاری ہو۔ چنانچہ بچے جو تیز رفتاری سے کتاب پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں پڑھتے پڑھتے سو جاتے ہیں بڑوں کا بھی یہی حال ہے جہاں کتاب کی سمجھ نہیں آئے گی وہاں سو جائیں گے اس کو کہتے ہیں dull ہونا۔

تو رسکن کی مراد یہ تھی کہ تیز رفتاری کر کے انسان علم کی کنہ کو نہیں پا سکتا اور جب نہیں پا سکتا تو dull ہو جائے گا اور dull ہو کر اس کی توجہ بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ اب ہمیں dull ہونے کا ایک مضمون روزمرہ کے تیز رفتار سفروں سے بھی مل سکتا ہے کہ جیٹ کے سفر کے ذریعے اور آج کل کی تیز رفتار سواریوں وغیرہ کے ذریعے آپ تیزی سے دنیا کے گرد چکر کھا سکتے ہیں۔ لیکن اتنا تھک جاتے ہیں اس میں، اس کو بوریت کہتے ہیں۔ اس سارے سفر کے دوران جو چند گھنٹے کا ہو جہاز والے ایسا ایسا سامان آپ کا دل لگانے کا کرتے ہیں ٹیلی ویژن کھلی رہتی ہیں ان پر معلومات ادلتی بدلتی رہتی ہیں کبھی اچھے سے اچھے کھانے سامنے آ رہے ہیں لیکن انسان کی تھکاوٹ دور نہیں ہوتی۔ یہ تیز رفتاری کا نتیجہ ہے۔

کیوں بور ہو رہا ہے انسان؟ تیز رفتاری خود بوریت کا منبع ہے **اور اس بوریت** کو دور کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب تھک کر یہ مسافر اترتے ہیں **تیز رفتار، جتنا تیز رفتار** جہاز ہو اتنے زیادہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں حالانکہ بیٹھے ہوئے ہیں ایک جگہ پر۔ اس سے کئی گنا لمبا سفر آپ موٹر میں بیٹھ کر کریں تو آپ نہیں تھکیں گے لیکن خود ڈرائیو (Drive) کریں تب بھی نہیں تھکیں گے مگر یہ سات آٹھ گھنٹے کا سفر مار دیتا ہے انسان کو یہاں تک کہ کمپنیاں ایسے افسر کو حتماً منع کر دیتی ہیں کہ زیادہ گہری سوچ کا کام تم نے نہیں کرنا، کچھ دن آرام کرو جب پوری طرح آرام ہو جائے گا تو پھر گہری سوچ کے کام کیا کرنا ورنہ غلطی کر جاؤ گے۔

تو یہ بات ہے کہ تیز رفتاری ایک کرہ کو طے کرنے میں زیادہ کرّے کو طے کرنے میں مدد دیتی ہے مگر ساتھ ہی بوریت پیدا کرتی ہے کیونکہ اس کرّے کے متعلق کچھ علم آپ کو نہیں ہو رہا کہ وہ ہے کیا۔ اس کی بجائے پیدل چل کر دیکھیں آپ حیران ہونگے اس سفر میں اور اس سفر میں کتنا فرق ہے۔ جب پیدل اتر کے آپ خوش منظر پہاڑوں کا سفر کریں تو چلتے چلتے جسم تھک تو جائے گا مگر دماغ اکتائے گا نہیں۔ اور اگر زیادہ لطف اٹھانا ہے تو بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے، بعض سیاحوں کا کہ کسی ایک منظر پر جا کے بیٹھ رہتے ہیں سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر وقت ہو تو اس سے زیادہ طبعی مناظر سے انسان لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ جب بیٹھ کے دیکھتے ہیں تو آپ تو بیٹھے رہتے ہیں مگر منظر گزرتا ہے۔ ایک ندی کے کنارے جب آپ بیٹھے ہوں تو وہاں پہلے جو چیزیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں وہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ وہ زمین جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ریت جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ پتھر جس پر آپ بیٹھے ہیں ان کے اندر سے چیزیں ایسی دکھائی دینے لگتی ہیں جو پہلے خیال بھی نہیں گزرا ہو گا۔

ریت اٹھنے لگتی ہے اس میں سے کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں۔ پتھر کے رنگ، اس کی کائی اور اس کائی میں سے کچھ کیڑے نکلتے ہیں کچھ اس پہ آ کے بیٹھتے ہیں تو آپ تو بیٹھ جاتے ہیں مگر دنیا چلنے لگتی ہے اور چلتے ہوئے آپ کے سامنے نئے سے نئے مناظر پیش کرتی چلی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات اس پہلو سے ایک بیٹھے ہوئے نظارہ کرنے والے کے مشابہ ہے کہ خدا کے سامنے ساری کائنات پھرتی ہے لیکن وہ نہیں ہلتی وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ تو قائم بالذات کا ایک یہ بھی معنی ہے لیکن جو کائنات اس کے اردگرد پھرتی ہے وہ کتنی ہے۔

آخر کتنی کائنات ہے جو اس کے گرد چکر کھا سکتی ہے اس کا ذکر آیت الکرسی میں موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تفسیر میں یہاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس آیت الکرسی کی جو گزشتہ مفسرین کی تفسیروں سے بالکل مختلف ہے اور بہت عظیم الشان اور بہت گہری ہے اور جو سوال میں نے اٹھایا ہے اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ۔ کرسی تخت کو بھی کہتے ہیں اور علم کو بھی کہتے ہیں عربی میں کرسی علم کا نام بھی ہے اور تخت کو بھی کہتے ہیں۔ پس عام ترجمہ کرنے والے مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا عرش مراد ہے اس عرش پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ اگر عرش پر بیٹھا ہوا ہے تو اس عرش کو اٹھایا کس نے ہوا ہے۔ وَلَا یَئُوْدُہٗ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ استنباط فرمایا کہ عرش اسی نے اٹھایا ہوا ہے ورنہ تھکے کیوں۔ تھکنے کا کیا مضمون ہے یہاں پہ۔ کرسی اس نے اٹھائی ہوئی ہے، اس پر بیٹھا ہوا نہیں ہے اور کرسی کو اٹھانا جس پر ساری کائنات بیٹھی ہوئی ہو اس کو دوبھر نہیں ہے اس کے لئے کسی تھکاوٹ کا موجب نہیں بنتا۔

تو کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ تمام زمین و آسمان، ساری کائنات اس خدا کی اٹھائی ہوئی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور دن رات اس کی حفاظت کر رہا ہے، ان کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے لیکن تھکتا نہیں۔ یہ صفت ہے اللہ تعالیٰ کی جو آیت الکرسی میں مذکور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے الفاظ یہ ہیں، "یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۱۰ حاشیہ) **کرسی پر** کی بجائے **کرسی کے اندر** فرمایا ہے۔ اصل میں کرسی کا معنی چونکہ علم بھی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو کرسی کی جسمانی کیفیت سے دماغ کو توڑ کر اس کی علمی کیفیت کی طرف انسان کو متوجہ کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کرسی ہے جس کے اندر ساری کائنات سمائی ہوئی ہے۔ اگر وہ ہر جگہ موجود نہ ہو تو ساری کائنات اس کے علم کی کرسی میں سما کیسے سکتی ہے۔ گویا اس کے علم نے ساری کائنات کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اس کے علم سے ہی کائنات پرورش پاتی ہے اور تمام تر کائنات اس کے علم کے دائرے میں محدود ہے۔ ایک ذرہ بھی اس سے باہر نہیں۔

یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ جب ہر جگہ موجود ہے تو اس کے سفر کی ضرورت نہیں۔ اسکے گرد اس کی پیدا کی ہوئی کائنات گھوم رہی ہے اور سفر کر کے خدا کے سامنے وہ مناظر پیش کرتی ہے جو اس نے پیدا کئے اور ان کے نتیجے میں وہ اپنی مخلوقات کو پلتا ہوا، زندگی پاتا ہوا، نشوونما پاتا ہوا، بڑھتا ہوا ارتقائی حالات میں دیکھتا ہے۔ اب یہی ایک مشغلہ اتنا عظیم مشغلہ ہے کہ یہ مشغلہ کسی کو تھکا سکتا ہی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ اگر ہم نے کوئی دل پسندی کا مشغلہ ڈھونڈنا ہوتا، دل لگانے کا تو اپنی ذات ہی سے ڈھونڈتے ہمیں کسی اور کی محتاجی نہیں ہے۔ اور آیت الکرسی اسی مضمون کو پیش کر رہی ہے کہ خدا کی ذات کے اندر اتنا دلچسپ مشغلہ ہے کہ کسی کو نصیب ہو جائے تو اس کو ضرورت ہی کوئی نہیں ہے کہ اور مشغلوں کی تلاش کرتا پھرے۔

اپنی ہی ذات میں اس کے دل بہلاوے کا اگر ہم اردو محاورہ استعمال کریں یا کوئی دنیاوی محاورہ استعمال کریں تو کہتے ہیں دل بہلاوہ۔ تو اللہ کا ویسے تو الگ دل کوئی نہیں مگر دل بہلاوہ جس کو کہتے ہیں گویا اپنی انسانی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے بہلانے کا بھی تو کوئی انتظام ہونا چاہئے ورنہ ازلیت اور ابدیت بور کرنے کے لئے بہت کافی ہونی چاہئے۔ ایک شخص جس کا وجود ختم ہی نہ ہو وہ کس مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کے دل بہلاوے کا مسلسل انتظام ہو تو اس کے بور ہونے کا سوال نہیں بلکہ جتنا لمبا چلے گا اتنا ہی زیادہ اس کو زندگی کا لطف آئے گا۔ تو اگرچہ لطف آنے کا محاورہ ہم خدا کے متعلق انسانی محاوروں کی صورت میں استعمال نہیں کر سکتے مگر حقیقت یہی ہے کہ اللہ کا بھی ایک لطف ہے اور اس لطف میں ڈوبا ہوا ازل سے ابد تک جاری ہے اور ساری کائنات پر اس کی نگاہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز کو اس نے اٹھایا ہوا ہے۔ یعنی اس کو اگر وہ چھوڑ دے تو ختم ہو جائے اور اس کرسی کو اٹھانے میں اس کو کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ لَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا زمین و آسمان دونوں کی کائنات کو اٹھائے ہوئے ہے۔

اب جہاں تک آسمان کی کائنات کا تعلق ہے اس کے متعلق سائنس دان ہمیں اب بہت سی خبریں دے رہے ہیں اگر ان کو اس کا اربواں حصہ بھی پتہ نہیں۔ کچھ بھی نہیں پتہ صرف تیز رفتار آلات کے ذریعے، شعاعوں کے ذریعے کچھ نہ کچھ معلوم کر رہے ہیں مگر **ھُمَا** کہہ کر زمین بھی اس میں داخل فرما دی۔ یہ اہل فکر کو دعوت دی ہے کہ تم دیکھو تو سہی کہ زمین میں کتنی چیزیں ہیں جن کا بوجھ تم نے نہیں اٹھایا ہوا صرف اللہ نے اٹھایا ہوا ہے اور تھکتا ہی نہیں جاری و ساری کام ہے۔ زندگی بخشنا، نئی سے نئی زندگی پیدا کرنا اور پھر ہر چیز کا سہارا بننا اس کے لئے ہمیشہ باقی رہنے کا انتظام کرنا یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ انسان کی نسلیں قیامت تک چلتی چلی جائیں وہ اس پر حاوی نہیں ہو سکتیں۔ پس لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ کا عنوان بار بار انسان کے سامنے ابھرتا ہے اور یہ آیت ہے جو انسانی فکر کا پیچھا نہیں چھوڑتی، متنبہ کرتی رہتی ہے ہر موڑ پر تلاش کرو، دیکھو، غور کرو وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکیں گے مگر اتنا ہی جتنا وہ چاہے اور جب وہ چاہے۔

اس سلسلے میں ایک اور دانشور کا حوالہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو ایک اور بہت بڑے انگلستان کے عظیم سائنس دان کے متعلق ہے۔ انگریزی Poetry میں ایک نام بہت مشہور ہے اور بہت عظمت حاصل کی ہے اس نے۔ اس کی چھاپ اتنی مختلف ہے باقی شعراء سے کہ پوپ الیگزانڈر (Pope, Alexander) یا الیگزانڈر پوپ کا نام اپنی ذات میں ایک الگ چھاپ کا علم بردار ہے۔ پوپ کے اوپر بہت سے انگریز محققین نے اپنی عمریں گلائی ہیں اس پر ہی انہوں نے بڑے بڑے مقالے لکھے اور پی ایچ ڈی حاصل کی۔ ہمارے ایک پروفیسر ہوا کرتے تھے انگلستان میں یہاں Birkbeck College میں وہ بھی پوپ کے سپیشلسٹ ہوتے تھے۔ تو پوپ شاعر نے ایک ایسی بات کہی ہے ایک سائنس دان کے متعلق جس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی کسی سائنس دان کو اتنا عظیم خراج تحسین پیش نہیں کیا گیا۔ آپ سمجھیں گے مبالغہ ہے۔ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں بات اور مجھے بتائیں اس میں کون سا مبالغہ ہے۔

پوپ یعنی یہ الیگزانڈر پوپ ۱۶۸۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۴۴ء میں صرف چھپن سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ لیکن نیوٹن اس سے بہت پہلے پیدا ہوا تھا اور اس کی زندگی ہی میں فوت ہوا۔ اس وقت اس کی عمر انتالیس سال کی تھی تو اس کو غالباً توجہ دلائی گئی اسوقت یہاں سب سے بڑا عظیم شاعر یہی تھا کہ نیوٹن کے اوپر اس کی شان کے مطابق کوئی ایسا شعر کہو کہ اس کے کتبے پر لکھا جا سکے اور اس چیلنج کو اس نے کس شان سے پورا کیا عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس نے لکھا اور غالباً یہی اس کے کتبہ پر تحریر اب بھی درج ہو گی۔ مجھے علم نہیں میں نے نیوٹن کا کتبہ دیکھا نہیں۔ لکھا اس نے اس کتبے کی خاطر تھا۔ وہ کیا ہے:

Nature and Nature's Laws lay hid in night :

God said,"Let Newton be!" and all was light.

قانون قدرت اور قانون قدرت کے رازرات کے اندھیرے میں لپٹے ہوئے تھے یعنی لاعلمی کے اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے۔ اب جیسا کہ بائبل میں آتا ہے کہ خدا نے کہا روشنی ہو جا اسی حوالے سے اس کا دماغ اس طرف گیا ہے اور اس نے یہ عظیم بات کہہ دی کہ خدا نے یہ نہیں کہا کہ روشنی ہو جا خدا نے فرمایا "Let Newton be" نیوٹن ہو جا اور روشنی پھیل گئی۔ اتنا عظیم مقولہ ہے کہ آج تک کسی سائنس دان کو دنیا کے پردے پر ایسا خراج تحسین پیش نہیں کیا گیا ہو گا۔ اور واقعۃً یہ سچا ہے کیونکہ دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان سائنس دان روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یعنی خدا سے دور چلے جاتے ہیں نیوٹن وہ سائنس دان ہے جس نے اندھیروں سے خود بھی روشنی کی طرف سفر کیا اور روشنی کو پا لیا اس لئے اگر دنیا کے تمام سائنس دانوں میں کسی کو حقیقت میں ولی اللہ کہا جا سکتا ہے تو وہ نیوٹن تھا۔ اس لئے نیوٹن کے اپنے اقرار سے پہلے جو میں ابھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں نیوٹن کے متعلق یہ بات آپ کو سمجھا دوں کہ عیسائیت کی گود میں اس نے پرورش پائی، بچپن سے تثلیث کا مذہب اس کو پڑھایا گیا مگر جوں جوں اس نے خدا کے نور سے روشنی حاصل کی تثلیث سے بیزار ہوتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ اس کی توجہ بائبل کی طرف بھی منتقل ہوئی جبکہ جانتا تھا کہ لازماً اصل میں یہ خدا کا کلام ہے تو بائبل کی تشریحات جو عیسائی دنیا تثلیث کے حق میں پیش کیا کرتی تھی اس نے انہی حوالوں کو تثلیث کے خلاف استعمال کیا۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں علم کلام عطا کیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فیض گزشتہ میں سفر کر کے، ماضی میں سفر کر کے نیوٹن تک بھی پہنچا اور وہی استنباط ہے حیرت انگیز طریق پر یہاں تک کہ عیسائیت کی پیش کردہ تثلیث سے کلیۃً بیزار ہو گیا۔ اور اس کے نتیجے میں اعلان کیا کہ میں اب اس سوچ کے سفر کے بعد خدا کی ہستی کا اس سے بہت زیادہ قائل ہو چکا ہوں جتنا پہلے تھا اور حضرت عیسیٰ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے کیونکہ وہ موحد تھا اور ایک خدا کا پجاری تھا اس نے کبھی نہیں کہا کہ میری عبادت کرو۔ اب آج انگریز بجاطور پر نیوٹن پر فخر کرتے ہیں لیکن حقیقت میں بجاطور پر نہیں کرتے کیونکہ وہ نیوٹن جس پر فخر ہونا چاہئے تھا اس نیوٹن کو تو انہوں نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔

اب ضمناً میں نیوٹن کا تعارف کراؤں پھر اس نے جو بات کہی ہے میں اس کی طرف آؤں گا۔ نیوٹن کو کیمبرج یونیورسٹی میں اس کے علم و فضل کے نتیجے میں پروفیسر شپ کی کرسی دی گئی اور اس کے ساتھ اس زمانے میں جتنا بھی وظیفہ پاؤنڈوں کی صورت میں مقرر تھا وہ اتنا تھا کہ بڑی آسانی کے ساتھ جس کی ضرورتیں کم ہوں اس کے لئے تو اور بھی زیادہ آسانی تھی۔ یہ اپنی زندگی کے مصارف اسی میں سے نکالتا۔ کسی اور کام کی ضرورت نہیں، دن


روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

رات یہ لیبارٹری میں خرچ کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ مجھے کبھی بھی ایسا دن نہیں چڑھا کہ میں اٹھ کر لیبارٹری میں گیا ہوں اور میرے بچوں کی مجھ سے پہلے آنکھ کھل گئی ہو۔ اور کبھی بھی لیبارٹری سے باہر نہیں نکلا جبکہ میں نے لیبارٹری سے باہر کے بجنے کی آواز نہ سنی ہو۔ جب گھنٹہ گھر بارہ بجاتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ اب کافی ہو گئی ہے مجھے واپس چلے جانا چاہئے۔ اور اس کیفیت میں اس نے علم کا تتبع کیا تھا۔

اس بے چارے کو کیمبرج یونیورسٹی نے اس الزام کے نیچے نکال باہر مارا کہ Trinity College جو ہے کیمبرج کا اسکے تم پروفیسر بنے ہوئے ہو اور Trinity کے خلاف پرچار کر رہے ہو، تم تو جاہل ہو بالکل، تمہیں کوئی علم نہیں کہ ٹرینٹی کے بغیر تو کائنات ہی نہیں ہے تم کس کائنات کی باتیں ہمیں بتا رہے ہو جس میں Trinity نہیں ہے۔ نیوٹن نے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اس نے کہا کہ میں نے جو نور حاصل کرنا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیا ہے اور تمہاری Trinity کے نور کی مجھے کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اندھیرا ہے، یہ جہالت ہے۔ پس یہ فقرہ پوپ کا اب آپ دوبارہ سنیں۔ خدا نے کہا کہ "Let Newton be and All was Light" نیوٹن کے ساتھ نور وابستہ ہو گیا اور اس روشنی کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بیحد قربانیاں کیں۔ پروفیسر شپ کو اتار کر پھینکا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا پھر غالباً ٹیوشن لے کر یا کس طرح پلا ہے لیکن اس وقت ساٹھ پاؤنڈ تھا غالباً اس کا وظیفہ وہ اس نے ایک طرف پھینک دیا کہ اپنا وظیفہ اپنے پاس رکھو میں خدا کو نہیں چھوڑ سکتا میں Trinity College کو چھوڑ سکتا ہوں اور اپنے علم کی تحقیق پھر بھی جاری رکھی۔

یہ آئزک نیوٹن (Isaac Newton) ہے جس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ جب سے دنیا میں علمی انقلابات آئے ہیں ایسا علمی انقلاب کسی سائنس دان کے ذریعے نہیں آیا جس سے دنیاوی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو اور روحانی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو۔ ایک نیوٹن تھا اور نیوٹن کا اپنا اقرار سن لیجئے میں کیا ہوں۔ نیوٹن اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا اس کے الفاظ میں :

I do not know what I may appear to the world but to myself I seem to have been only a boy playing on the sea-shore".

میں اپنی نظر میں تو اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے بچے کے طور پر دیکھتا ہوں جو علم کے سمندر کے ساحل پر کھیل رہا ہو۔

کیونکہ اس نے علم کا ایک نیا دور شروع کر دیا ہے چونکہ اس پر خدا بھی روشن ہو چکا تھا اس لئے اس کی اپنی علمی حیثیت اس کی نظر میں سکڑ گئی۔ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ اس کو علم نہیں تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ مگر یہی اعلان اس نے کیا ہے اور بہانگ دہل یہ اعلان کیا ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. اس کے علم کا کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی مگر جتنا وہ چاہے اور جسے وہ چاہے اس کو اتنا ہی احاطہ نصیب ہو گا۔ چنانچہ کہتا ہے میں ایک چھوٹے بچے کی طرح سمندر کے ساحل پر یعنی علم کے سمندر کے ساحل پر اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی توجہ بٹانے کی خاطر، اپنے دل بہلاوے کے لئے کبھی ایک چھوٹا سا ملائم پتھر ڈھونڈ لیتا ہے اس کو اپنے کلّہ پہ لگاتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ دیکھو ملائم پتھر ہے اور کبھی کوئی گھونگا تلاش کر لیتا ہے جو سمندر کی تہہ میں بنا ہے کیسے بنا، کیوں بنا، کیوں گھونگے کے جانور نے اس کو چھوڑ دیا اس کی تفصیل پر اس کی کوئی نظر نہیں ہوتی لیکن اپنے لئے وہ "or a prettier shell than ordinary" عام شیل سے زیادہ کوئی خوبصورت سا شیل اس کو نظر آئے تو اسے چن لیتا ہے۔

اب یہ تجربہ تو آپ سب کا ہی ہو گا جنہوں نے بھی ساحل سمندر پہ پکنک منائی ہے خواہ وہ کراچی کے ہوں یا انگلستان کے ہوں اکثر لوگ تو ایسے ہیں یہاں جنہوں نے ضرور ساحل سمندر دیکھا ہو گا اور پکنک بھی منائی ہو گی وہ جانتے ہیں کہ کس طرح وہ دوڑے پھرتے ہیں گھونگوں کی تلاش میں، خوبصورت پتھروں کی تلاش میں، چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں سارے اس جدوجہد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تو نیوٹن کہتا ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس بچے کے طور پر دیکھتا ہوں Whilst the great ocean of truth lay all undiscovered before Me. (Brewster's Memoirs of Newton II.XXVII) میں ایسے بچے کے طور پر دیکھتا ہوں جو اس قسم کے گھونگوں وغیرہ کے چننے میں مصروف ہو جبکہ عظیم الشان سچائی کا سمندر اس کے سامنے دُور تک پھیلا پڑا ہو اور گہرائی میں اس کا کوئی اتھاہ نظر نہ آئے اگر وہ اپنے آپ کو عالم اور سائنسدان کہہ سکتا ہے تو کہتا ہے پھر نیوٹن سے بھی توقع رکھ لو کہ وہ اپنے آپ کو کیا دیکھ رہا ہے۔

کتنی گہری، کتنی حقیقی بات کی ہے اور وہی سمندر ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے اندر اتنے بے شمار خدا تعالیٰ کی صناعی کے گواہ موجود ہیں کہ واقعۃً ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جو کبھی ساری زندگی کی جستجو پر ختم نہیں ہو سکے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہ اس کے علم کی کرسی آسمانوں میں محیط ہے۔ مگر تم یہ نہ خیال کرو کہ ہم تمہیں لونچا اڑنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تم میں طاقت کہاں ہے کہ آسمانوں کے راز معلوم کر سکو۔ زمین کے اوپر غور کر کے دیکھو اور سطح زمین پر جو کائنات پھیلی پڑی ہے اس پر بھی ذرا غور کر کے دیکھو اور سمندر میں جو ڈوبی ہوئی کائنات ہے اس پر بھی غور کر کے دیکھو۔

پس ریشم کے جس کیڑے کی مثال میں نے آپ کو دی تھی وہ سمندر کے اندر نہیں بلکہ زمین کے باہر ہے اور اس تلاش میں سائنسدان نئے سے نئے علم کی شاخیں نکال رہے ہیں کہ زمین کے اوپر، جنگلوں میں اور زمین کی سطح پر دھنسے ہوئے کیڑوں کی صورت میں کیا کچھ ہے جس پر ہمیں تحقیق کرنی ہے۔ اور جو بھی تحقیق کرتے ہیں اس کے نتیجے میں مزید سے مزید اور باتیں معلوم ہوتی چلی جاتی ہیں اور سفر ختم ہونے کی بجائے اور پھیل جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی ابدیت کا یہ بھی ثبوت ہے اس کی ازلیت کا یہ بھی ثبوت ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے اس کی تخلیق میں بھی ایک ازلیت اور ابدیت کا رنگ پایا جاتا ہے۔

جتنا بھی آپ زمین کی سطح پر بسنے والے کیڑے مکوڑوں میں ہی نہیں بلکہ اور مخلوقات پر غور کریں تو ان کی کنہ تک آپ پہنچ نہیں سکتے۔ آج کل جو تحقیقات ہو رہی ہیں ان میں شیروں پر بھی تحقیق ہو رہی ہے اور بکثرت وہ باتیں معلوم ہو رہی ہیں جن کا پہلے کوئی علم نہیں تھا مگر شیر کی سرشت میں وہ چیزیں کیوں آئی ہیں، کیسے داخل ہوئیں اور کس نے وہ باتیں سکھائیں اس کو، اس کے متعلق یہ کچھ نہیں جان سکتے۔ بعض سائنس دانوں نے تو یہ بات قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ تم جانوروں کے دماغ میں جو کچھ گزر رہا ہے اس کو معلوم کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔ کہتے ہیں ہم اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ جو دماغ کے اندر گزر رہا ہے اس دماغ میں داخل ہونے کی تمہیں استطاعت نہیں ہے اور اس کی سوچ میں شامل ہونے کی استطاعت نہیں ہے۔ تمہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ شیر کس آنکھ سے دنیا کے جانوروں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ کیوں بعض چیزوں سے رُک جاتا ہے جبکہ وحشی جانور سے توقع ہونی چاہئے کہ وہ نہ رکے اور کیوں بعض چیزوں پر وہ حملہ آور ہوتا ہے اس کی بھی وجوہات کیا کچھ ہیں۔

چنانچہ یہ تحقیق جاری و ساری ہے اور جہاں تک میں اپنے شوق کے مطابق ان معلومات کو رسالوں میں اور کتابوں میں پڑھتا جاتا ہوں میں حیران ہوتا جاتا ہوں کہ لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. خدا تعالیٰ نے جتنی توفیق بخشی ہے اتنا ہی احاطہ اور جب توفیق بخشتا ہے اس کا احاطہ عطا کرتا ہے مگر اپنے علم کا احاطہ دیتا ہے یہ خود کچھ نہیں پیدا کر سکتے۔ اب یہ دوسرا پہلو ہے۔ بعض لوگ رسالوں میں یہ نئے نئے علوم کی دریافت کی باتیں پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ تو بندہ بھی خدا بن گیا ہے۔ لیکن یہ سارے علوم جن کی وہ دریافت کر رہے ہیں خدا نے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے بہت پہلے سے پیدا شدہ ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا علوم میں سفر ہے اپنے علم کی کرسی کے اندر اٹھائے ہوئے ہے خدا تعالیٰ تو یہ بات اور بھی زیادہ وضاحت اور گہرائی سے اس تحقیق پر نظر ڈالنے سے ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ جتنی تحقیق کرتے ہیں یہ اللہ کے علم کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں اس نے جو زندگی عطا کی ہے اس کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں خود تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ کچھ پیدا کرنے سے کلیۃً عاجز ہیں۔ پس آپ جو دیکھتے ہیں کہ جیٹ دنیا میں پھر رہے ہیں اور بڑی بڑی توپیں ایجاد ہو رہی ہیں، بڑے بڑے مہلک آلے ایجاد ہو رہے ہیں یہ سارے کے سارے پہلے سے اللہ تعالیٰ نے جس کو کہتے ہیں Potentialy تیار رکھے ہوئے تھے۔ یعنی ان کا وہ مادہ، میٹیریل جس سے یہ چیزیں بنتی ہیں وہ خدا نے بنائی ہوئی تھیں یہ کچھ بھی خود نہیں بنا سکتے۔

اور اس کی سمجھ ان کو کس نے دی جس دماغ سے انہوں نے سمجھا ہے وہ دماغ خود انہوں نے بنایا نہیں تو اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ بالواسطہ جتنی بھی یہ جستجو کریں وہ سارے اللہ کے علم کے اندر ہے اور اس کا بھی کوئی احاطہ نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کسی ایک حصے کے احاطے کی خود توفیق نہ بخشے۔ اتنا سا یعنی ایک طرف سے اس کو جیسے کمان ہوتی ہے علم کو ایک طرف سے گھیرتے ہیں اور سارا علم کمان سے دوسری طرف کھلا پڑا ہوا ہے۔ اور جیسے کمان سے تیر چلایا جاتا ہے اس طرح اس علم کی کمان سے یہ اس جانب تیر چلاتے ہیں جس تک خود پہنچے ہی نہیں ابھی اور وہ تیر کبھی نشانہ پر لگتا ہے، کبھی نشانے پر نہیں لگتا۔ اکثر نہیں لگتا۔ لیکن جب نشانہ پر لگتا ہے تو کمان کے اس رُخ کی طرف سفر شروع کرتے ہیں وہاں پہنچ کر معلوم کرتے ہیں کہ اوہو ابھی تو بہت زیادہ آگے سفر باقی ہے سارا وہ جنگل باقی ہے جس کا سفر ابھی طے نہیں ہوا۔

تو یہ آیت الکرسی کا ایک مضمون ہے جو میں آج آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اور بعض دانشوروں کے حوالے سے پیش کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ مضمون اپنی ذات میں ناپیدا کنار ہے۔ میں خود اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس مضمون کی تلاش میں علم کے سمندر کے کنارے ایک چھوٹے بچے کی طرح چند سیپیاں چُن رہا ہوں اس سے زیادہ کوئی بھی حیثیت نہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جن کو میں ملائم سمجھ رہا ہوں وہ ملائم ہیں بھی کہ نہیں اس کا بھی میں احاطہ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ کی کائنات کا سفر اس کی جستجو میں گزاریں تو اس ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گی اور خدا تعالیٰ کی صفات آپ کے دل پر ایک نور کی طرح جلوہ گر ہوں گی۔ خدا کرے کہ یہ نور ہم پر بھی چمکے اور ہماری وساطت سے سب دنیا پر چمکے۔

# منصب خلافت

## خلفائے کرام کے اولین خطابات کی روشنی میں

محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب درویش قادیان

خلافت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو مومنین کو اعمال صالحہ اطاعت گذاری اور وفا شعاری کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ نعمت جہاں مومنوں کیلئے بے شمار فیوض و برکات لاتی ہے وہاں بہت سی ذمہ داریاں بھی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ چودہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر امت محمدیہ میں قدرت ثانیہ کے مبارک نظام کو جاری فرمایا ہے۔ لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ اس انعام کی پوری پوری قدر کرتے ہوئے عقیدت اور فداکاری کے جذبہ کے ساتھ فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اُمت محمدیہ میں ہونے والے دور اول کے خلفائے راشدین اور دور ثانیہ کے خلفائے کرام میں ہر ایک کا پہلا خطاب دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ منصب خلافت کی کیا اہمیت ہے اور ہم سے کیا تقاضہ کرتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے بیعت لینے کے بعد فرمایا "لوگو قسم ہے اللہ کی نہ میں کبھی امارت کا خواہاں تھا نہ اس کی طرف مجھے رغبت تھی اور نہ میں نے کبھی ظاہری طور پر یا پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کی۔ لیکن مجھے خوف ٹھہرا کہ کوئی فتنہ نہ برپا ہو جائے۔ اس لئے اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے تیار ہوگیا۔ ورنہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک ایسا بار مجھ پر ڈالا گیا ہے جس کے برداشت کرنے کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا اور خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر میرے لئے اس سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ کاش کوئی ایسا شخص ہوتا جو میرے بجائے اس بوجھ کو اُٹھانے کی مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا۔ مجھے تم نے اپنا امیر بنایا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو تم سے بہتر نہیں سمجھتا۔ میں اگر اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اگر غلطی ہو تو اُسکی اصلاح کی طرف توجہ دلاؤ۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اُسکا حق دلوا دوں۔ اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ اُس سے حق لے لوں۔ جب تک اللہ اور رسول کی اطاعت کروں تم پر میری اطاعت واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے خلاف کوئی بات کروں (جو امر محال ہے) تو پھر میری اطاعت نہ کرنا۔ اے لوگو نماز کا وقت ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے" اس خطبہ میں خلیفہ وقت کے مقام کو بیان فرمایا گیا ہے اور اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ چونکہ خلفاء نبی اور مامور کے نائب ہوتے ہیں اس لئے ان کی اطاعت بھی واجب ہے۔

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی بیعت لینے کے بعد فرمایا "عرب کی مثال ایک اُونٹ کی ہے جو اپنے ساربان کا مطیع ہے۔ اس کے رہنما کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ انہیں کس طرف لے جانا ہے کعبہ کے رب کی قسم میں تم کو سیدھے راستہ پر لے کر چلوں گا"۔

حضرت عمرؓ کے خطاب کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائے کہ ان کی بہتری اسی میں ہے۔

حضرت عثمانؓ نے خلیفہ بننے کے بعد ارشاد فرمایا "اے لوگو تم ایک ایسے گھر میں ہو جو نہایت درجہ کمزور ہے۔ تمہاری دنیوی زندگی بڑی مختصر ہے۔ اپنے انجام کو بہتر بنانے کیلئے جلدی کرو یہ دُنیا دھوکہ کی جگہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تمہیں خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر دھوکہ میں ڈال دے۔ گذشتہ گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سے تمہیں عبرت پکڑنا چاہئے۔ غفلت میں نہ پڑو۔ تمہارا خدا تم سے غافل نہیں۔ تم سے پہلے دُنیا میں بسنے والے لوگ کہاں ہیں کیا ان کو زمانہ نگل نہیں گیا؟ دُنیا کو وہی مقام دو جو خدا نے دُنیا کو دیا ہے" حضرت کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے اُمت مسلمہ کو نہایت عمدہ پیرایہ میں دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اُن کو خلافت کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

حضرت علیؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو خطبہ فرمایا وہ یوں ہے "اے لوگو خدا نے ہدایت دینے والی کتاب کو نازل فرما کر اس میں نیکی اور بدی کے جملہ احکام بیان فرما دیئے ہیں۔ نیکی اختیار کرو بدی سے بچو۔ فرائض کو بجا لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حرم کو عزت بخشی ہے اور ہر مسلم کی عزت کو حرم پر فضیلت دی ہے۔ اُس نے مسلمانوں کو توحید واخلاص کے مضبوط رسہ میں باندھ دیا ہے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ شرعی قانون ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اپنے انجام کی طرف جلدی بڑھو تم سے پہلے بھی دُنیا گذر چکی ہے۔ تمہارے بعد قیامت آنے والی ہے۔ اپنے تیئں حدود خداوندی کے اندر رکھو۔ تمہیں چاہئے کہ ہلکے پھلکے ہونے کی حالت میں اپنے خدا کے حضور حاضر ہو۔ بعد میں آنے والے لوگ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے نمونہ دیکھا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی زمین میں تقویٰ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ تم سے تمہارے اموال اور جانوں کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ جب بھی تم کسی نیکی کو پاؤ اُسے فوراً اختیار کرو اور جب بدی کو دیکھو تو اُسے فوراً ترک کرو" حضرت علیؓ کے اس خطبہ میں مسلمانوں کو باہمی حقوق اور اُن کو فتنے سے بچنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے آپ نے نہایت موثر خطاب میں جماعت کو ان کے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلائی آپ نے قرآنی آیت وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ - - - - الخ کی تلاوت کے بعد فرمایا "میری پچھلی زندگی پر غور کرو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔۔۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دُنیا میں ظاہر داری کا خواہش مند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے۔ اور اسی خواہش کیلئے میں دُعا کرتا ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔۔۔ بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں صحابہ کو بہت سی مساعی جیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع ہے کہ اس پر عملدرآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔ اب تمہاری طبیعتوں کا رُخ خواہ کس طرف ہو۔ تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تم کو منظور ہو تو طوعاً وکرہاً اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں۔ یقین رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔

(بدر ۲/جون ۱۹۰۸ء)

آپ کے ارشاد کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ کامل وفاداری کا سلوک اور اُس کی تابعداری اختیار کرنا ہر مبائع کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت کا خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جماعت کے سامنے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی اُس کا ایک حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے فرمایا۔۔۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت کمزور پاتا ہوں۔۔۔ تم نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری مدد کرو۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت کرنی ہوگی۔۔۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔۔۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ پھر سنو کوئی کام ایسا نہ کرو جو خدا کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعا یہی ہونی چاہئے کہ "ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں"

حضور بعد میں مزید ارشاد فرماتے ہیں "جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے"۔

(الفضل ۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے... لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کیلئے تباہی کا موجب ہو" تفسیر کبیر سورہ نور (۳۷۶ـ۷۷)

اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بھی بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۲)

پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اس طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔۔۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کروگے تو مشکلات کے بادل اُڑ جائیں گے۔ تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خلیفہ ہونے کے بعد بیعت لینے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وصیت کے مطابق حضورؓ کے تحریر فرمودہ الفاظ میں حلف اُٹھایا۔

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان لاتا ہوں اور ہر ایک بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہ بنانا چاہئے۔۔۔ آپ دُعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدا تعالیٰ توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام تمام دُنیا کے تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے

(الفضل ۱۷/ نومبر ۱۹۶۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بیعت لینے کے بعد احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "اپنی دُعاؤں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خاص طور پر یاد رکھیں۔ جب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو دیکھتا تھا کہ آپ پر کتنا بوجھ ڈالا گیا ہے تو میں لرز اُٹھتا تھا کہ ایک ایسا انسان جو بڑی زیادہ عمر کا ہے۔ کمزور صحت کا مالک تھا وہ راتوں کو دو دو تین تین بجے تک کام کرتا اور خطوط کا جواب دیتا

(باقی صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

# خلافت کی اہمیت و برکات

مکرم مولانا
محمد حمید کوثر صاحب
استاد جامعہ احمدیہ قادیان

جب ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا سب سے پہلا اجماع سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ مندرجہ ذیل حقیقت پر ہوا۔

"مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰه حَيٌّ لَايَمُوتُ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ"۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق)

یعنی جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔۔۔ محمد ﷺ ایک رسول تھے اور آپؐ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔

دوسری اتفاق رائے اس بات پر تھی کہ رسول کریم ﷺ کا جلد از جلد کوئی جانشین (خلیفہ) منتخب کیا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفۃ الرسول منتخب ہوئے۔ اور تمام صحابہ کرام آپؓ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کیلئے دوڑ پڑے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس "خلافت اور پھر خلیفہ" کے ہاتھ پر تجدید کیلئے صحابہ کرام میں اتنی جلدی کیوں تھی؟

اس سوال کا جواب صرف یہ سمجھ آتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی عمیق تفسیر اور اس کے معارف سے واقف تھے۔ اُن کے مدنظر "قول تعالیٰ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا" (اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو) تھا۔ لفظ (حبل) کے مختلف مفہوم اور تفسیریں ہیں۔ اُن میں سے ایک خلیفہ یا خلافت بھی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اکثریت اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ اگر اس حبل اللہ کو ہم سب نے بغیر کسی تفرقہ کے مضبوطی سے نہ تھاما تو تشتت اور افتراق کی بھیانک لہریں ہم سب کو ڈبو دیں گی۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے یہ حدیث بھی سنی ہوئی تھی۔

"مَنْ مات وَلَيسَ فى عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" (مسلم کتاب الامارۃ)

جو ایسی حالت میں مر گیا کہ اُس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ تھی وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔

اِسی لئے جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو سب کے سب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف تجدید بیعت کیلئے گئے۔ اور کوئی اِس وجہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے نہ رکا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ اب بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل ہمارے بعض غیر احمدی بھائی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں حضرت الامام المہدی علیہ السلام یا اُن کے خلیفہ کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا یہ کہنا دل کو جھوٹی تسلی دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں اصل بات وہی ہے جو مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

**الامام الشهرستانى** صحابہ کرامؓ کے اس اتفاق رائے کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"عند وفاة النبى صلى الله عليهِ وسلم مادار فى قلب ابى بكرولافى قلب احد من الصحابة انه يجوز خلوُ الارض من امام بل كان الصحابة على بكرة ابيهم متفقين على انه لابد من وجود الامامة وما الخلافة الا الامامة الكبرٰى فى الاسلام۔

یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت ابو بکر یا کسی اور صحابی کے دل میں یہ خیال بھی نہ گزرا ہو گا کہ زمین امام کے بغیر خالی رہ جائے۔ سب کے سب صحابہ اس بات پر متفق تھے کہ امام کا وجود ضروری ہے اسلام میں خلافت امامت کبریٰ ہی ہے۔

☆۔ اسی طرح الامام الماوردی "صاحب الاحكام السلطانية" تحریر فرماتے ہیں:۔

الامامة واجب قيامها الجماعة الاسلاميّة وهى موضوعة لخلافة النبوة

یعنی جماعت اسلامیہ میں امامت کا قیام ضروری ہے کیوں کہ یہ نبوت کی جگہ پر ہے۔

☆۔ "ابن تیمیہ" فرماتے ہیں: "الخلافة من الامور الواجب على المسلمين اقامتهاوهى من اعظم واجبات الدين ولا يقام الدين الا بها" یعنی مسلمانوں کے ضروری امور میں سے خلافت کا قیام ہے یہ دین کے واجبات میں سے ہے دین اس کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔

☆۔ عظیم مسلم فلسفی ابن خلدون (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ) خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں:۔ هى الخلافة عن صاحب الشرع فى حداسة الدين. وسياسة الدنيا ونصب الخليفة واجب عرف وجوبه فى الشرع باجماع الصحابة والتابيعن۔

یعنی یہ خلافت ہی ہے جو شریعت اور دین اور دنیا کی سیاست کی حفاظت کرتی ہے خلیفہ کا مقرر کیا جانا واجب ہے اور یہی شریعت اور صحابہ کرام اور تابعین کے اجماع سے واجب ہے۔

☆۔ مشہور صحابی حذیفہ "بن الیمان رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے اس لمبی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھتے اور میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا۔ اس خوف سے کہ مبادا وہ مجھے پہنچ جائے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ دور جاہلیت کے اندر ہم شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ اس خیر کو لے آیا کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں میں عرض گزار ہوا کہ کیا اُس شر کے بعد خیر ہے؟ فرمایا ہاں لیکن اُس میں دھواں ہو گا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اُس کا دھواں کیا ہے؟ فرمایا کہ لوگ میرے طریقے کے سوا دوسرا طریقہ اور میری عادت کے سوا دوسری عادت اختیار کریں گے۔۔۔ عرض کی کہ اگر میں اُنہیں پاؤں تو کیا حکم ہے؟ فرمایا تَلْزِمُ جَمَاعة المسلمين و اِمَامَهُمْ قُلْتُ فان لم يكن لهم جماعة ولا امامٌ قالَ فَاْعَتَزِلْ تلكَ الفِرَق كُلَّها ولَوْ اَن تَعَضَّ بِاَصلِ شَجَرةٍ حتى يُدرِككَ الَموتُ ... فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام سے وابستہ رہنا عرض گزار ہوا کہ اگر اُن کی جماعت اور امام نہ ہو؟ فرمایا تو اُن تمام فرقوں سے جدا رہنا خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ اِس حالت میں موت آجائے (مشکوۃ کتاب الفتن)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد خلافت اور ملوکیت کی مختلف شکلوں کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی:۔

تَكُون النبوةُ فيكم ماشاء اللّٰه اَن تكونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تعالىٰ ثم تكونُ خلافةٌ على منهاج النبوة ماشاء اللّٰه اَن تكون ثم يرفعها اللّٰه تعالىٰ ثم تكون مُلْكًا عاضا فتكونُ ماشاء اللّٰه اَن تكون ثم يرفعها اللّٰه تعالىٰ ثم تكون ملكاً جبرّية فيكون ماشاء اللّٰهُ اَن يكون ثم يرفعها اللّٰه تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكتَ۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اُس کو اٹھا لے گا۔ اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتہ اندیش بادشاہت ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہو گی یہاں تک کہ اللہ کا رحم جوش میں آئے گا اور ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کچھ نہ فرمایا:۔

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج نبوت کا قیام عمل میں آیا اُس کے بعد امویہ دور کی ملوکیت شروع ہوئی اس کے بعد عباسیہ دور کی ملوکیت اور پھر عثمانیہ دور کی ملوکیت ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء میں سیدنا حضرت الامام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام دوبارہ عمل میں آیا جو کہ انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

قرآن کریم میں بھی واضح طور پر فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ ۔۔۔ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اس آیت کے مطابق جن کا ایمان اور اعمال صالحہ نہیں اُن کو خلافت کا الٰہی انعام کیسے مل سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ایمان و اعمال صالحہ کے وعدہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر ایمان اور اعمال صالحہ نہ ہوں گے تو یہ وعدہ بھی پورا نہ ہو گا۔ رسول کریم ﷺ کی متذکرہ بالا حدیث سے واضح ہو چکا ہے کہ حضورؐ نے جہاں مسلمانوں کے انحطاط کی خبر دی تھی وہاں بشارت بھی عطا فرمائی تھی کہ "امام مہدی" کے ذریعہ دین کو زندہ کیا جائے گا اور شریعت کو قائم کیا جائے گا اور اُن کے ذریعہ سے ایسی جماعت کا قیام عمل میں آئے گا جو ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط کو پورا کرنے والی ہو گی اور خلافت علی منہاج نبوت کے انعام کی مستحق ہو گی۔ چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ احیاء اسلام اور قیام شریعت کا کام شروع ہو چکا ہے اور اس کی تبلیغ و اشاعت اب بفضلہ تعالیٰ خلافت علی منہاج نبوت کے زیر سایہ اکناف عالم میں ہو رہی ہے یہ دور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ (جانشین) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے۔ آج آپ کی زیر قیادت اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام بہت وسیع ہو چکا ہے۔ ہر سال

(باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں)

# حضرت المصلح الموعودؓ کے قدموں میں

## خورشید احمد صاحب پر بھاکر درویش قادیان

سندھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت المصلح الموعودؓ کی اراضیات تھیں۔ ناصر آباد اسٹیٹ۔ احمد آباد۔ محمود آباد ٹاہلی (ٹورنگر وغیرہ) بشیر آباد یہ اراضیات عطیہ خداوندی زر خرید تھیں۔ منور آباد مبارک آباد یہ اراضیات پانچ سالہ ٹھیکہ پر تھیں۔ ان ایام میں خاکسار خورشید پر بھاکر منور آباد اسٹیٹ میں تحریک جدید کی ٹھیکہ والی زمینوں پر خدمت بجا لا رہا تھا۔ اس وقت 1938ء میں میری عمر بمشکل اٹھارہ برس کی تھی۔

منور آباد اور مبارک آباد اسٹیٹس کے منیجر صاحبان محترم محمد اسماعیل صاحب صحابیؓ قادیان (ریٹائرڈ اوورسیر) اور محترم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری صحابیؓ تھے۔ دونوں بزرگوں میں رشتہ محبت قابل تقلید تھا۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری جب کبھی منور آباد اسٹیٹ تشریف لاتے تو مجھے بطور تفریح طبع کہا کرتے۔

**مولوی قدرت اللہ صاحب:۔** آپ پیداوار بڑھانے میں میرے ساتھ مقابلہ کرلیں۔ جس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار دوسرے سے زیادہ ہو۔ وہ جیتا ہوا مانا جائے گا۔

**پر بھاکر:** درست ہے۔ اسٹیٹ کے ایک ایک معین واٹر کورس (پانی کا کھال) کو چن لیا جائے اسے ہی مقابلہ میں رکھا جائے۔

**مولوی صاحب:۔** ٹھیک ہے ہم مبارک آباد اسٹیٹ کا فلاں واٹر کورس کا زیر کاشت رقبہ مقابلہ کیلئے چنتے ہیں۔ آپ بھی اپنے زیر نگرانی ایک واٹر کورس کا زیر کاشت رقبہ متعین کرلیں۔

**پر بھاکر:** آپ نے درست فرمایا تو میں واٹر کورس نمبر ۱۱ دیہہ لولاں اس مقابلہ کیلئے چن لیتا ہوں۔ اس سال کی فصل ربیع کی پیداوار ہار جیت کا نتیجہ بن جائے گی۔ یہ تفریح کی بات آئی گئی ہوگئی خاکسار حسب طریق سابق لگن۔ محنت اور دیانت سے کام کرتا رہا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہر سال سندھ تشریف لایا کرتے تھے اور سندھ کی اراضیات کا بذات خود کھیتوں میں جاکر معائنہ فرمایا کرتے تھے۔ موقعہ پر کارکنان کو ہدایات سے نوازا کرتے تھے۔ حسابات کی پڑتال وغیرہ کے علاوہ جماعتوں کی تربیت اور دیگر جماعتی امور سے متعلق ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ اس سال بھی حضورؓ سندھ تشریف لائے۔ اپنی ذاتی زمین ناصر آباد میں ہیڈ کوارٹر تھا۔ قرب و جوار کے احمدی جمعہ کی ادائیگی کیلئے جوق در جوق ناصر آباد آئے۔

حضور انور نے نماز مغرب پڑھائی اور مسجد میں ہی تشریف فرما رہے۔ خاکسار حضورؓ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ باہر سے آئے ہوئے احباب کو حضور نے شرف مصافحہ بخشا۔ اتنے میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری منیجر مبارک آباد اسٹیٹ حضور سے عرض پرداز ہوئے۔

حضور! یہ (خورشید) میرے ساتھ پیداوار بڑھانے کا مقابلہ کر رہا ہے اُرے، تے، ماں ایک ایک واٹر کورس کا فصل ربیع کا زیر کاشت رقبہ مقابلہ کیلئے چن لیا ہے۔ جس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار زیادہ ہوگی وہ مقابلہ ماں جیتے گا۔

حضورؓ نے متبسم چہرے سے مجھے دیکھا میں بیحد شرمندہ تھا کہ تفریحاً کہی گئی بات کیونکر حقیقت بن رہی ہے۔ تاہم میں نے پوری ہمت کے ساتھ عرض کی۔ ہاں حضور! میں نے ایسا کہا ہے حضورؓ نے فرمایا۔ آپ ہماری زمینوں کے ساتھ مقابلہ کریں۔ میں نے عرض کی حضور! منور آباد اسٹیٹ کی زمین ٹھیکہ پر چلی آرہی ہے اسے کسی نے نہ تو ہموار کیا نہ کھاد ڈالی ہے۔ کھیتوں میں جھاڑیوں کی جڑیں تک کسی نے نہیں نکالیں۔ دور سے تو جنگل دکھائی دیتا ہے۔ زمین میں کلر زیادہ ہے۔ پانی کا بھی تسلی بخش انتظام نہیں ہے۔ لیکن حضور کی آراضیات کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ تاہم میں ناصر آباد کے واٹر کورس نمبر ۵ کے رقبہ کی پیداوار سے مقابلہ کیلئے تیار ہوں۔ (اسی دوران حضورؓ نے ناصر آباد اسٹیٹ کے دونوں منشی کارکنان کو بلوا لیا تھا)

حضورؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ناصر آباد کے واٹر کورس نمبر ۴ کی زمین سے مقابلہ ہونا چاہئے۔ چونکہ میں واٹر کورس نمبر ۴ کی آراضیات کی زرخیزی پانی کی بہتر سپلائی۔ زمینوں کی ہمواری کو ذاتی طور پر جانتا تھا۔ لہذا میں نے دبتے ہوئے ایسی چند معین باتوں کا ذکر کر ڈالا۔

اتنے میں ناصر آباد کے واٹر کورس ۵۔۴ کے دونوں منشی آچکے تھے حضور نے ان میں سے واٹر کورس نمبر ۴ کے کارکن سے فرمایا۔ کہ یہ (خورشید) پیداوار بڑھانے میں آپ کا مقابلہ کرنے پر تیار ہوا ہے۔ آپ بھی تیار ہو جائیں۔

اس کارکن کو ان باتوں کا علم نہ تھا۔ جو اُس کے آنے سے پہلے مجلس میں ہوچکی تھیں۔ اس نے لاعلمی میں کہنا شروع کیا حضور اس واٹر کورس نمبر ۴ کی زمین کمزور ہے ہموار بھی نہیں ہے مزارعین بھی سست سے ہیں۔۔۔

اس پر حضورؓ نے فرمایا تو اچھا ہماری زمینیں ہی ناقص ہیں ورنہ آپ تو بہت اچھے ہیں۔

ہنستی مسکراتی مجلس پر گہرا سناٹا چھا گیا۔ میرے ہوش اڑ گئے جیسے بھڑکتی ہوئی آگ پر ہزاروں گھڑے پانی پڑ گیا ہو۔ اس سکوت کو مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے یہ کہتے ہوئے توڑا۔ ارے تو حضور! ابھی اس (خورشید) کا میرے ساتھ مقابلہ تو دیکھیں ماں ہر کھیت کے کونے کونے پر پیداوار بڑھانے کیلئے دعا کروں گا۔

اگلے سال حضور پھر سندھ تشریف لائے۔ منور آباد اسٹیٹ میں سب سے پہلے میرے حلقہ کا معائنہ فرمایا۔ مجھے اسٹیٹ کے کام سے باہر بھیجا گیا تھا۔ حضور جب دوسرے حلقہ کا معائنہ فرما رہے تھے تو میں بھی پہنچ گیا۔

اس وقت دو تین منیجر صاحبان اور اسٹیٹس کا بڑا افسر حضور سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اس حلقے کے منشی صاحب نے بہت محنت سے کام کروایا ہے۔ گندم کے یہ کھیت بہت عمدہ اور پیداوار کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر حضور فرما رہے تھے۔ نہیں بلکہ جو حلقہ ہم پہلے دیکھ آئے ہیں اس کی اوسط پیداوار اس حلقہ کی اوسط پیداوار سے زیادہ رہے گی۔ میرے منیجر صاحب سے پوچھا اُس حلقہ نمبر ۱ کا منشی کہاں ہے۔ میں نے گھوڑے کو ایڑ لگاکر ذرا حضور کے قریب کیا اور اسلام علیکم عرض کی۔ پوچھا یہ کیسا کام کرتا ہے۔ منیجر صاحب نے کہا اچھا کام کرتا ہے۔

فصل تیار ہوکر جب غلہ سامنے آیا تو میرے زیر کاشت رقبہ کی اوسط پیداوار دس من نو سیر فی ایکڑ رہی۔ جبکہ دوسرے منشی کے کاشتہ رقبہ کی اوسط پیداوار آٹھ من اور تین سیر فی ایکڑ رہی۔

اس زمانے میں مجھے گھڑ سواری کی قدرے مہارت تھی سینکڑوں گھوڑوں پر سواری کی۔ نہایت اڑیل اکھڑ مزاج اور دشمن گھوڑے مجھے ہرا نہیں سکے۔ لیکن حضورؓ کی گھڑ سواری سب سے بہترین پائی۔

محلات میں زندگی بسر کرنے والے۔ آرام طلب امیر لوگ زمینوں ان کی پیداوار باغات اور کارندوں کے داؤ پیچ کا کیا جانیں۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ ایک ہی نگاہ میں دیکھ کر فصل اور اس کی پیداوار کا صحیح اندازہ لگانا حضورؓ پر ختم تھا۔ کسی بھی درخت کا پتہ انگلیوں میں مل کر درخت کی قسم۔ اس کے پھلوں کا ذائقہ۔ درخت میں پانی کی مقدار پانی کی ضرورت کب تک بغیر پانی کے اس درخت کی زندگی ہے بہت سی باتیں بتا کر حیرت میں ڈال دیا کرتے تھے۔

......☆......☆......

## ضروری اعلان

۱۴ ار ستمبر ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرنچ زبان کے پروگرام سوال و جواب کے دوران ایک دوست کے سوال پر کہ Psychokinesis کو سائنس دان نہیں مانتے، حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض سائنس دان نہیں مانتے مگر دوسرے سائنس دان مانتے ہیں۔ یہ ایک سائنٹفک حقیقت ہے تاہم احمدی سائنس دانوں کو چاہئے کہ خود اس پر تجربات کریں اور سائنٹفک بنیادوں پر اس کو ثابت کریں۔

Psychokinesis سے مراد ہے کہ ذہنی و نفسیاتی طاقت (Energy) سے مادہ (Matter) کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ذہنی توجہ سے اور ذہن کی طاقت سے بغیر مادی طاقت استعمال کئے ٹھوس مادی چیزوں میں حرکت پیدا کی جاسکتی ہے، ان کو توڑا جاسکتا ہے یا ان کی شکل تبدیل کی جاسکتی ہے۔ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس علم کو تسلیم کیا ہے اور الہامی بنیاد پر اس کا نام عمل الترب رکھا ہے (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۹)۔ بعض احمدی احباب Psychokinesis کا مشاہدہ کرچکے ہیں اور بعض خود صاحب تجربہ ہیں۔ اعلان ھذا کے ذریعہ تمام احمدی احباب خصوصاً سائنس دانوں اور دلچسپی و تجربہ رکھنے والے دوستوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے سابقہ مشاہدات اور تجربات خاکسار کو بھجوائیں۔ نیز احمدی ماہرین اور سائنس دان اس سلسلہ میں مزید تجربات کریں۔ اس کا ریکارڈ رکھیں اور خاکسار کو بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات احباب کی دلچسپی کا موجب ہوگی کہ اس وقت دنیا بھر میں Psychokinesis میں صرف ماہرین نفسیات ہی نہیں ماہرین نباتات اور ماہرین طبیعات بھی بڑے انہماک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ مرکز میں متعلقہ معلومات "ادارہ تحقیق عمل الترب" جمع کر رہا ہے۔

(وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ برائے "ادارہ تحقیق عمل الترب")


ارشاد نبویؐ

خَیر الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی



طالبان دُعا:۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان۔ 248-1652, 248-5222

رہائش۔ 243-0794، 27-0471

# مقامِ خلافت اور اس کی اہمیت

(فضل حق خان متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

نہ حسن مدعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے
بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ نور نبوت کے فیضان کو امت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کیلئے ان ایماندار اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی خلافت ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قائم ہوئی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر سال ۲۷ مئی کو "یوم خلافت" منایا جاتا ہے۔ تاکہ اس موقعہ پر خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کے مقام کی اہمیت جماعت کے افراد پر واضح کی جایا کرے۔ پس ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے ارشاد خداوندی کے ماتحت ذیل میں خلفاء کرام کے اقتباسات تحریر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ احباب جماعت ان ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ خلافت کی قدر کریں اور اِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے مطابق اس نعمت کو اپنے اندر دیر تک جاری رکھنے کا موجب ہوں۔

## خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظام اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے"۔ (الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## اطاعتِ رسول خلافت سے ہی ہوتی ہے

فرمایا:

"اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے۔ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اُسی وقت اس پر عمل کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں.... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۶۹)

## خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے

حضور فرماتے ہیں:

"بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے"۔ (الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا۔ اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل ۱۵؍نومبر ۱۹۴۶ء)

## خلفاء ہی قربِ الٰہی کے حصول میں مد ہیں

حضور فرماتے ہیں:

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لیکر چڑھتا ہے اس طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کیلئے سہارے ہیں، وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"۔

(الفضل ۱۱؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## دین کی صحیح تشریح اور وضاحت خلفاء ہی کرتے ہیں

حضور فرماتے ہیں:

"خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے"۔

(الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## اقامت صلوٰۃ خلیفہ کے ذریعہ ہوتی ہے

فرمایا:

اقامت صلوۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھایا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اُسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کیلئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے... مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۶۸)

## تمام برکات خلیفہ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں ملتی ہیں

سیدنا مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی.... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے"۔ (الفضل ۲۰؍نومبر ۱۹۴۶ء)

## خلیفہ وقت کی موجودگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضور فرماتے ہیں:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اُٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کیلئے کامیابی اور فتح یقینی ہے"۔

(خطبہ جمعہ الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابلِ عمل نہیں ہونی چاہئے

حضور فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"۔ (الفضل ۲۴؍جنوری ۱۹۳۶ء)

پھر فرماتے ہیں:

"جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اُسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبائع اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے ناکام کریں گے... صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے"۔

(خطبہ جمعہ الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

نیز فرمایا:

"دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور

[illegible] قائم فرمائے گا"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم ۳۷۶)

## انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو" (الفضل ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

## خلیفۂ وقت تمام نظام کا مرکز ہوتا ہے

حضرت خلیفہ ثانیؓ فرماتے ہیں:

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں اِن دنوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اسلئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اسلئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذِ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسلئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمتِ صغریٰ"

(الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا:

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیا کی اصطلاح میں اسے عصمتِ صغریٰ کہا جاتا ہے گویا انبیاء کو تو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی لیکن خلفاء کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کیلئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجامکار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بے شک بولنے والے وہ ہونگے، زبانیں انہی کی حرکت کرینگی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

متفرقات

# لشکر جھنگوی کا اعجاز فوجی 3 ساتھیوں سمیت مقابلے میں ہلاک

## مرزا طاہر کے بھتیجے کو قتل کرنے کا الزام

### ملزموں نے قادیانی جماعت کے مرزا غلام قادر کو اغوا کر لیا' شور پر فائرنگ کر دی' جس سے غلام قادر اور سامنے سے آنیوالی بس کے مسافر ہلاک

### ملزموں نے ایک گرلز سکول میں پناہ لی اور فائرنگ کرتے ایک مسجد میں گھس گئے جہاں فائرنگ کے تبادلے کے بعد چاروں ملزم ہلاک ہو گئے

### ملزموں کے قبضے سے راکٹ۔ ہینڈ گرنیڈ ٹائم بم سمیت مہلک اسلحہ برآمد' پولیس رات گئے تک نام خفیہ رکھتی رہی' آئی جی کی آمد پر تصدیق کے بعد اعلان

چنیوٹ' چناب نگر (نمائندہ خبریں) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد اور پلاننگ کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد کے بھتیجے مرزا غلام قادر کو اغوا کے بعد قتل کرنے والے چاروں ڈاکوؤں کو پولیس نے مسجد میں ہلاک کر دیا۔ تفصیل کے مطابق گزشتہ صبح ۹ بجے دریائے چناب کے مشرقی پل احمد نگر کے نزدیک ڈاکوؤں نے مرزا غلام قادر کو یرغمال بنالیا اور اسی کی کار پر فرار ہونے لگے۔ پل پر ٹریفک جام تھی جہاں مرزا غلام قادر نے اپنی مدد کیلئے شور مچادیا۔ ڈاکو مرزا غلام قادر کو گاڑی میں ہی قتل کر کے امین پور بنگلہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اطلاع ملنے پر پولیس نے ڈاکوؤں کا تعاقب کیا۔ ڈاکوؤں نے گورنمنٹ ہائی سکول تفصیل چک نمبر ۲۳۷ میں پناہ لی۔ پولیس نے سکول کا محاصرہ کر لیا۔ ڈاکو پولیس کا محاصرہ توڑ کر یہاں سے بھی بھاگ نکلے اور گاؤں کی مسجد میں جا گھسے۔ پولیس اور ایلیٹ فورس نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا اور فائرنگ کر کے چاروں کو مسجد میں ہی بھون ڈالا۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ضلع و ڈویژن کے اعلیٰ پولیس و انتظامی حکام موقع پر پہنچ گئے اور مسجد کی تعمیر نو کیلئے 20 ہزار روپے دینے کا اعلان کیا۔ چاروں نعشیں جھنگ روانہ کر دی گئی ہیں۔ پولیس مرنے والوں کے نام بتانے سے گریز کر رہی ہے۔ ملزموں سے بھاری اسلحہ جس میں راکٹ لانچر اور ہینڈ گرنیڈ شامل ہیں ملے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ملزمان اشتہاری تھے اور ان کی زندہ مردہ گرفتاری پر لاکھوں کا انعام مقرر تھا۔

جی این این کے مطابق قادیانی جماعت کے مرزا طاہر احمد اور ایم ایم احمد کا بھتیجا مرزا غلام قادر اپنی کار ایل او ایس 6021 میں اپنے زرعی فارم واقع احمد نگر جا رہے تھے کہ چار افراد نے جو سفید ہینڈا نمبر ایل ایس بی 8795 میں سوار تھے نے راستے میں اسے روک لیا اور ان میں سے دو افراد مبینہ طور پر اس کی گاڑی میں بیٹھ گئے اور اسے چنیوٹ کی طرف چلنے کو کہا۔ چنیوٹ پل کے قریب پہنچ کر سامنے سے آنے والی بس کی وجہ سے کار کو روکنا پڑا۔ موقع پا کر مرزا غلام قادر اپنی کار سے اتر کر دوڑ پڑا۔ اغوا کنندگان کی کار جو اس کے تعاقب میں پیچھے آ رہی تھی اس میں موجود دو اغوا کنندگان نے مبینہ طور پر غلام قادر پر فائر کھول دیئے جس کے نتیجہ میں غلام قادر موقع پر ہلاک ہو گیا جبکہ سلاں والی سے آنے والی بس کا ایک مسافر سردار بخش بھی گولیوں کی زد میں آکر جاں بحق ہو گیا۔ بس کی ایک مسافر خاتون نسرین اور ڈرائیور محمد توصیف بھی شدید زخمی ہو گئے۔ بعد ازاں مبینہ طور پر چاروں ملزم اکٹھے ہو کر اپنی گاڑی میں چنیوٹ جھنگ روڈ کی طرف فرار ہو گئے۔ امین پور بنگلہ کے نواحی گاؤں 237ج ب پہنچ کر انہوں نے ایک گرلز سکول میں پناہ لے لی اور سکول کی طالبات کو یرغمال بنا کر جان بچانے کی کوشش کی۔ اسی اثناء میں پولیس ان کا پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئی۔ پولیس نے آنسو گیس کا استعمال کر کے ملزمان کو قابو کرنے کی کوشش کی۔ پولیس اور ملزمان میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجہ میں چاروں ملزمان موقع پر ہلاک ہو گئے جن میں دو ملزمان کی شناخت کر لی گئی ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق ایک ملزم کا نام اعجاز جگی عرف فوجی جبکہ دوسرے ملزم کا نام طارق ورک بتایا گیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق دونوں ملزمان کا تعلق لشکر جھنگوی سے ہے اور ان کی زندہ یا مردہ گرفتاری پر حکومت کی طرف سے انعام رکھا گیا تھا۔ پولس ذرائع نے ملزمان کے قبضہ سے ایک راکٹ لانچر' پانچ گولے' 22 دستی بم' چھ ٹائم بم دو ایل ایم جی' دو پستول ایک موزر اور ایک کلاشنکوف کی برآمدگی کا دعویٰ کیا ہے۔ پولیس ذرائع نے ہلاک شدگان کے نام دن بھر خفیہ رکھے۔

(روزنامہ خبریں لاہور۔15.4.99)

## اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے... تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں"۔

(الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۵۰ء)

## خلفاء کا ادب و احترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

فرمایا:

"شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے"۔

(الفضل ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

## خلفاء کی دُعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

حضور فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دُعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اسکی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے... مَیں جو دُعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دُعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔ (منصب خلافت ۳۲)

## خلیفہ ہی دشمن کو زیر کرنے کا ذریعہ ہے

فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے مَیں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا۔ اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اُڑ جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو"۔ (الفضل ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

## بیعتِ خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہونا چاہئے

بیعت خلافت کے بعد مبائعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے... اِن شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اُٹھانے کے بعد اپنا قدم اُٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی۔ ... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔

(الفضل ۵ر جون ۱۹۳۷ء)

(باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں)

# احمدیت کی دوسری صدی کے دس سال

## عالمی ترقیات پر ایک طائرانہ نظر

دیں کی نصرت کیلئے اب آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت ربوہ

### مجدد الف آخر کا منصب

رب ذوالجلال نے حضرت مسیح موعودؑ کو "مجدد الف آخر" کے عدیم المثال منصب پر فائز کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو۔ اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی"

(لیکچر سیالکوٹ طبع اول صفحہ ۷۔ لیکچر ۲ نومبر ۱۹۰۵ء)

اس حقیقت کے اعتبار سے خلافت احمدیہ کی ہزار سالہ تاریخ کے قافلہ سالار حضرت مسیح موعود ہیں اور خلفاء احمدیت آپ کے نائب حقیقی اور ظل کامل ہیں۔

### سنگ میل واقعات کی خبر

یہی وجہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو دس صدیوں کے سنگ میل واقعات کی خبریں دی گئیں آپ کا ارشاد ہے کہ:-

"جہاں تک میں دور بین نظر سے دیکھتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں عظیم الشان فتح پاؤں... ہر ایک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے۔

جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۳ اشاعت جولائی ۱۸۹۱ء)

### سامان خارق عادت ہوں گے

حضرت میر قاسم علی صاحبؓ پہلی بار ۲۰/ جون ۱۹۰۱ء کو کرنال سے قادیان آئے۔ اگلے روز صبح کی سیر کے دوران آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دین حق دنیا میں کیسے پھیلے گا؟ حضور اس روز بسراواں کی راہ تشریف لے گئے تھے اور اس وقت مطلع بالکل صاف تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا کے کاموں سے انسان واقف نہیں ہے سب کچھ ضرور ہو گا اور دین حق اپنی شان کے ساتھ پھر دنیا میں قبولیت حاصل کرے گا۔ دیکھو خدا ایک دم میں سب سامان پیدا کر دیتا ہے گرمی حد کمال تک پہنچ جاتی ہے تو پھر باران رحمت کے سامان ایک دم آسمان پر نمودار ہونے لگتے ہیں ابر آتا ہے اور چھما چھم برسنے لگتا ہے سو خدا کیلئے کوئی سامان پیدا کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ادھر حضورؑ نے یہ مثال دی ادھر یکایک ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا گیا حضورؑ ابھی سیر کو جا ہی رہے تھے کہ یک لخت موسلا دھار بارش ہونے لگے۔ حضورؑ نے واپسی کا ارشاد فرمایا اور رستہ میں ہی میر قاسم علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"دیکھا ہمارا خدا ایسا خدا ہے کہ آناً فاناً ابر بھی آ گیا اور بارش بھی برس گئی حالانکہ جب سیر کو چلے تھے اس وقت بارش کا خیال یا ابر کا کوئی نشان نہ تھا۔ مگر ہمارے خدا نے یہ اس لئے دکھایا کہ جس طرح ایسی صورت میں جبکہ کسی کو بارش کا وہم و گمان بھی نہ تھا یکا یک سامان باراں کر کے بارش برسا دی اسی طرح

وہ غلبہ (احمدیت) کے اور دنیا میں (احمدیت) کے پھیلانے کے ... ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ دیکھ کر سب حیران رہیں گے۔ غرض اسلام دنیا میں پھیلے گا اور ضرور پھیلے گا جس طرح اب بارش ہوئی جبکہ کوئی نشان بارش کا نہ تھا اسی طرح خدا ترقی (احمدیت) کے سب سامان خارق عادت کے طور پر پیدا کر دے گا مگر آج لوگ سمجھ نہیں سکتے"۔ (الحکم قادیان ۱۴-۲۱ نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳-۵)

### ایک آسمانی سامان کی واضح تشریح

ان خارق عادت سامانوں کی ایک واضح تشریح ہمیں حضرت اقدس ہی کے مبارک الفاظ میں "خطبہ الہامیہ" میں ملتی ہے۔ اصل عبارت عربی میں ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ:

"نزول کے لفظ میں ... یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں امر اور نصرت انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح موعود بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا ... اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔

اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے یہی حال اس زمانہ میں واقع ہوگا ... نور کی اشاعت کیلئے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کیلئے پکاریں گی اس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے ... اس زمانہ میں اسلام بدر کامل کی طرح ہو جائے گا"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۸)

اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو احمدیت کی دوسری صدی کے دس سال (۱۹۸۹ تا ۱۹۹۸ء) مندرجہ بالا عظیم الشان پیشگوئی کے عالمی سطح پر عملی ظہور کا حیرت انگیز نقطہ آغاز ہیں۔ اور جس طرح کرہ ارض سورج کے گرد چکر لگا رہا ہے اس طرح خلافت رابعہ کے اس تاریخ ساز اور انقلاب آفریں دور کی مثالی ترقیات و فتوحات خدا کے پیدا کردہ خارق عادت سامان۔ یعنی۔ ایم۔ ٹی۔ اے کے ساتھ گھوم رہی ہیں۔ آسمانی اسباب کا یہ بے نظیر نشان مسلم سپین کے دردناک سقوط (۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء) کے ٹھیک پانچ سو سال کے بعد جلوہ گر ہوا جبکہ ۲۱ اگست ۱۹۹۲ء کو ہمارے مقدس و محبوب آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ پہلی بار چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہوا۔

(صفحہ ۱۔ الفضل ۲۴ اگست ۱۹۹۲ء)

یہ کوئی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے خدائے علیم و قدیر کی ازلی اور قدیم تقدیریں کار فرما ہیں اللہ جلشانہ نے انیسویں صدی کے آخر میں بذریعہ الہام یہ بشارت دی تھی:-

"میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا"

(کتاب البریہ صفحہ ۸۳۔ اشاعت جنوری ۱۸۹۸ء)

جماعت احمدیہ کے فتح نصیب امام ہمام کی ولولہ انگیز اور فقید المثال شخصیت اور کامیاب عالمی قیادت کی ایک دنیا مداح ہے پاکستان کے ایک فاضل و ادیب جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب تحریر کرتے ہیں:-

"قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے بعافیت نکال کر آج دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے ہم کنتم خیر امۃ کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں۔ جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں؟ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کی بجائے ایک عالمی امیر ہو۔ جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں"۔

(رسالہ "الحق" اکوڑہ خٹک۔ اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴۴)

ہمارے محبوب و مقدس رہنما حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مسند امامت پر متمکن ہونے کے صرف چند ماہ بعد ۱۰۔ ستمبر ۱۹۸۲ء کو سپین کی مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا؛ دعوت الی اللہ کی بے پناہ روحانی قوتوں سے نہ صرف سپین کی واپسی بلکہ دنیا بھر کے قلوب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جمع کرنے کی بین الاقوامی مساعی تیز کر دیں جو ۱۹۹۲ء سے ایم۔ ٹی۔ اے کی نشریات کی بدولت ایک نئے اور فیصلہ کن دور میں داخل ہو گئی ہیں۔ ممالک عالم کی سعید روحیں فوج در فوج اسلام کو قبول کر رہی ہیں، مساجد کی وسیع پیمانے میں تعمیر جاری ہو چکی ہے، دینی لٹریچر کی اس کثرت سے اشاعت ہو رہی ہے جس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی، مشنوں اور مبلغوں کا ایک جال بچھ گیا ہے اور دینی ضرورتوں کی جلد تر تکمیل کیلئے عالمی نظام مالیات مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور علم و معرفت کے میدان میں دنیا کی دوسری تمام قوموں پر واضح برتری حاصل کرنے کیلئے نونہالان احمدیت سرگرم عمل ہیں۔ یہ ایک مثالی اور حسین انتقام ہے جو ان صلیبی قوتوں سے ہر براعظم، ہر ملک بلکہ ہر بستی میں لیا جا رہا ہے جنہوں نے توحید کے پرستاروں کو سپین سے نہایت بے دردی اور ظالمانہ طریق پر بے دخل کیا۔

جہاں سیاسی اور مادی طاقت کی تلواریں دلوں کو فتح کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں وہاں تسخیر القلوب کے زبردست اور کارگر ہتھیار کی کامیابیوں اور کامرانیوں نے دھوم مچا دی ہے اور وہی آفتاب صداقت افق مغرب پر اپنی آسمانی تجلیات کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔ اب اس جہان نو کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

### عالمی بیعت کا روح پرور نظارہ

ایم ٹی اے کی چار براعظموں میں نشریات کے آغاز کے بعد اگلے سال ۱۹۹۳ء سے عالمی بیعت ایسے روح پرور نظاروں کا سلسلہ شروع ہو گیا جسے آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا تھا۔ روزنامہ "نیشن" لندن اپنی ۳ اگست ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے جلسہ سالانہ انگلستان سے خطاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"۱۹۹۳ء میں پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی تھی عالمی بیعت میں دنیا بھر کی مختلف قوموں کے افراد اپنے اپنے ملک میں بذریعہ سیٹلائٹ امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں انہوں نے بتایا:
آج تک عالمی بیعت کے ذریعہ بیعتوں کی تعداد ایک کروڑ بنتی ہے"

ماہنامہ "دفاع" کراچی اگست ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۴۰ پر ایک صاحب بصیرت مسلمان کا یہ بیان شائع ہوا کہ:-

"قادیانیوں کی روز افزوں ترقی لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا سیلاب بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف ہے... جس رفتار سے قادیانیت کا یہ سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری دنیا... کو بھی بہالے جائے گا"۔

## مساجد میں اضافہ

خلافت رابعہ کے اس دس سالہ بابرکت دور میں پانچ ہزار دو سو انیس مساجد کا اضافہ ہوا۔ (اخبار نیشن لندن مورخہ ۳ اگست ۱۹۹۸ء) اس عہد مبارک میں جو مساجد تعمیر ہوئیں ان میں گوئٹے مالا، کینیڈا، واشنگٹن، اور سین ہوزے (ریاست کیلیفورنیا) کے عالی شان مساجد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کے مکہ معظمہ سے چھپنے والے ترجمان "الرابطہ" نے جون ۱۹۹۸ء کے شمارہ میں صفحہ ۳۸-۳۹ پر جماعت احمدیہ کی عالمی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے ایم-ٹی-اے کا تذکرہ کرنے کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک کے مساجد کی تعداد بھی بتلائی ہے۔ نائیجیریا۔ غانا۔ انڈونیشیا۔ سیرالیون۔ ماریشس۔ جرمنی۔ انگلینڈ ٹرینیڈاڈ۔ جزائر فجی۔

## جلسہ سالانہ انگلستان شاہراہ ترقی پر

جلسہ سالانہ انگلستان وحدت اقوام عالم کا پر کیف نظارہ پیش کرتا ہے یہ عدیم النظیر اجتماع ہر سال ترقی کی نئی منازل طے کر رہا ہے جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۸۹ء میں کم و بیش چودہ ہزار نفوس شریک جلسہ ہوئے جبکہ ۱۹۹۸ء میں ۵۹ ممالک کے سترہ ہزار مخلصین نے شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ (الفضل ربوہ ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء)

## الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

لندن سے "الفضل انٹرنیشنل" ۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو جاری ہوا۔ یہ ہفت روزہ آج پوری "دنیائے احمدیت" کا ترجمان ہے جس کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے مبارک اور تازہ ارشادات، حضور انور کی عظیم الشان دینی مصروفیات اور جماعت احمدیہ کی عالمی مساعی کی تفصیلات نہایت باقاعدگی کے ساتھ اکناف عالم میں پہنچ رہی ہیں علاوہ ازیں اس کے بلند پایہ مضامین سعید روحوں کی دلچسپیوں کا خصوصی مرکز بن رہے ہیں۔

## ریویو انگریزی کی دس ہزار اشاعت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دلی تمنا تھی کہ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" انگریزی دس ہزار کی تعداد میں چھپوایا جائے حضورؑ کی یہ مبارک خواہش جنوری ۱۹۹۴ء میں پوری ہوئی جبکہ یہ رسالہ لندن ہی سے دس ہزار کی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو گیا۔ اس میں شامل اشاعت ہونے والے آرٹیکل عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق مرتب ہوتے اور جدید سائنس اور انکشافات کی روشنی میں اسلام کی نہایت عمدہ ترجمانی کرتے ہیں۔

## تحریک وقف نو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے احمدیت کی دوسری صدی میں اسلام کی اشاعت کیلئے ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو "وقف نو" کی مبارک تحریک جاری فرمائی جس سے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء کے انعقاد تک ۱۷۹۸۱ احمدی بچے منسلک ہو چکے ہیں۔ (الفضل ربوہ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ء)

## تراجم قرآن مجید

۱۹۸۹ء تک جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن عظیم کے ستائیس زبانوں میں تراجم شائع ہوئے جبکہ احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے دس سالوں میں مزید ۲۵ زبانوں میں اس کی اشاعت ہوئی جس سے ان بیش قیمت تراجم کی تعداد ۵۲ تک جا پہنچی۔

(الفضل ۱۹ اگست ۱۹۹۸ء اخبار نیشن لندن ۳ اگست ۱۹۹۸ء)

## حضرت خلیفۃ المسیح کا معرکہ آراء لٹریچر

ان دس سالوں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا پیدا کردہ بصیرت افروز اور معرکہ آراء لٹریچر بھی منظر عام پر آیا جو نئی زمین اور نئے آسمان کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ چند اہم کتب کے نام یہ ہیں۔

۱- خلیج کا بحران اور نظام نو

۲- Islam's Response to Contemporary Issues

۳- ذوق عبادت اور آداب دعا

۴- حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ

۵- Christianity a Journey Form Facts to Fiction

۶- زھق الباطل

۷- Absolute Justice

۸- ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل

۹- Revelation, Rationality Knowledge Edge and Truth 1998ء

## ہومیوپیتھی کی ترویج اور خدمت خلق کا بین الاقوامی نظام

ہومیوپیتھی (علاج بالمثل) کو ۱۷۹۰ء میں مسٹر ہانیمن نے ایجاد کیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں روحانی طریق سے انکشاف کی بناء پر اس طریق علاج کی تائید فرمائی۔ ("ایام الصلح" طبع اول صفحہ ۱۲۰ اشاعت یکم جنوری ۱۸۹۹ء قادیان) ۱۹۶۰ء میں خدائی تصرف سے حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ ہمارے موجودہ امام عالی مقام کی توجہ ہومیوپیتھی کے مطالعہ کی طرف مبذول ہوئی۔ حضور انور نے ۲۳ مارچ ۱۹۹۴ء سے ہومیوپیتھی سے متعلق معلومات افروز لیکچروں کا آغاز فرمایا۔ یہ لیکچر ایم ٹی اے پر دنیا بھر میں نشر ہوئے اور ان کو ہر ملک میں سند قبولیت حاصل ہوئی۔ یہی لیکچر ہیں جو ۱۹۹۶ء میں "ہومیوپیتھی" کے نام سے پہلی بار لندن سے شائع کئے گئے۔ ۱۹۹۸ء میں ان کا تیسرا ایڈیشن چھپا۔ حضور کی شب و روز جدو جہد کے نتیجہ میں دنیا بھر میں ہومیوپیتھی کی زبردست ترویج و اشاعت ہوئی اور طبی دنیا کی تاریخ میں پہلی بار اس کے ذریعہ خدمت خلق کا عالمی نظام منصہ شہود پر آیا۔ اس سلسلہ میں حضور کی نگرانی میں ہومیوپیتھی کا مرکزی شعبہ قائم ہے جو مسلسل تمام دنیا کی دواؤں کی ضرورت پورا کر رہا ہے۔ صرف انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام ۹۳ ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں طبی خدمات بجا لا رہی ہیں۔

(الفضل ۷ اگست ۱۹۹۸ء صفحہ ۲)

روزنامہ نیشن لنڈن (۳ اگست ۱۹۹۸ء) سالانہ جلسہ ۱۹۹۸ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطاب کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

"جماعت احمدیہ کی طبی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے بتایا کہ افریقہ کے دس ممالک میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دس بڑے بڑے ہسپتال کام کر رہے ہیں جب کہ طبی مراکز کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ ہومیوپیتھک علاج کے نظام کو دنیا بھر میں متعارف کرا رہی ہے جس کے نتیجہ میں مختلف عوارض میں مبتلا لوگ بہت کم خرچ کر کے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو آپ نے سراہا جس نے دکھی انسانیت کی مدد کیلئے افریقہ اور بوسنیا وغیرہ ممالک میں ٹنوں وزنی خوراک و پارچات کی امداد بھجوائی"۔

## عالمی درس القرآن کا آغاز

۱۲ فروری ۱۹۹۴ء کا دن ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ اس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے عالمی درس قرآن کا آغاز فرمایا جو ایم ٹی اے نے پانچ زبانوں میں (انگریزی۔ عربی بوسنین فرنچ اور روسی) نشر کیا۔ (الفضل ۲۲ فروری ۱۹۹۴ء صفحہ نمبر ۱) جس کا سلسلہ پوری آب و تاب سے جاری ہے اور دنیا بھر میں انوار قرآنی کی اشاعت کا اپنی نوعیت کا منفرد اور عدیم النظیر ذریعہ ہے جسے انٹرنیشنل قرآنی کالج سے تعبیر کیا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہو۔ یہ واحد آسمانی انسٹی ٹیوشن ہے جس سے دنیا کے تمام ممالک کے لاکھوں افراد بیک وقت فیضیاب ہو رہے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ کی حقانیت پر شاہد ناطق ہیں کہ

"میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۶۱ اشاعت ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اپنے قلم مبارک سے ایک (غیر مطبوعہ) مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ جو عالمی سلسلہ درس قرآن حکیم کا جاری ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت اور تقدیر ہی سے ایسا ہوا۔ اور اسی نے محض اپنے فضل سے توفیق بخشی کہ ان غیر معمولی اہمیت کی تاریخ ساز گھڑیوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی کروں۔

درسوں کے آغاز پر میں بالکل خالی الذہن اور تہی دامن تھا لیکن دعا کے نتیجہ میں جو میرا کل سرمایہ تھی مطمئن اور بے خوف تھا اور یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ہاتھ تھامے ہوئے راستہ دکھائے گا اور ہر کٹھن مقام پر مشکل کشائی فرمائے گا۔ پس ایسا ہی ہوا اور اللہ نے میرے فکر و نظر اور قلب کے اندھیرے گوشوں کو منور فرما دیا۔ اور راہ چلتے چلتے دو چار ہاتھ آگے جہاں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور تعجب تھا کہ وہاں پہنچتے پہنچتے بات جو چل نکلی ہے کیسے کوئی روشن نتیجہ ظاہر کرے گی کہ اچانک جیسے کسی طاقتور بجلی کے قمقمے سے وہ مقام دن کی طرح روشن ہو جائے میں نے اندھیروں کو روشنی میں بدلتے ہوئے دیکھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ خود ایک اشکال کی طرف سامعین کو توجہ دلائی اور اسے حل کرنے کی بات شروع کر دی جبکہ اسکا کوئی حل میرے ذہن میں نہ تھا۔ چند لفظوں کے فاصلہ پر ابہام کے سوا کچھ اور نظر نہ آتا تھا اور تعجب تھا کہ اب میں کیا کہوں گا کہ

اچانک ذہن اور قلب پر ایک شعلہ نور اترتا ہوا دکھائی دیا اور اٹھائے ہوئے سوال کا واضح اور روشن جواب دکھائی دینے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید کے ایسے نظارے دیکھے کہ سارا وجود سراپا حمد بن گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین"۔

(مکتوب بنام استاذی المکرم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب مرحوم)

## علم و عرفان کے بین الاقوامی چشمے

ایم ٹی اے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پر معارف درس ہی نشر نہیں ہو رہے بلکہ حضور کے خدا نما اور مقدس وجود نے خدائے عزوجل کے اس خارق عادت سامان کی بدولت علم و عرفان کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ خطبات جمعہ و عیدین، لقاء مع العرب، اردو کلاس۔ چلڈرن کارنر، فرانسیسی بولنے والوں سے ملاقات، انگریزی بولنے والوں سے ملاقات اور ہومیوپیتھی کلاس وغیرہ۔ یہ سب پروگرام مسیح موعود علیہ السلام کا "چشمہ رواں" ہے۔

## ایم ٹی اے عرب و عجم کی نظر میں

۱- روزنامہ جنگ (۲۵ اگست ۱۹۹۲ء) نے "مرزا طاہر احمد کا خطبہ چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا" کی سرخی دے کر صفحہ آخر پر یہ خبر

ذی:

"ربوہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ ... جو قومیں سچ کو اختیار کرتی ہیں ان کے رزق میں برکت ملتی ہے۔ مسلم دنیا کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہاں ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آیا جائے اور بھائیوں جیسے تعلقات قائم کئے جائیں۔

ان کا یہ خطبہ مواصلاتی سیارے کے ذریعے دنیا کے چار بر اعظموں میں ٹی وی پر دیکھا اور سنا گیا۔ ان بر اعظموں میں آسٹریلیا، ایشیا، یورپ اور افریقہ شامل ہیں۔

۲-ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور کی اشاعت ۱۱/ستمبر ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۱-۱۲ پر جناب قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروز پوری نے جنگ کی مذکورہ خبر پر "دینی جماعتوں کیلئے لمحہ فکریہ کے زیر عنوان تبصرہ کیا کہ:-

"قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔ شور وغل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب و روز مصروف ہیں۔ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوں پر مشتمل ہوتا ہے.... ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قوت لایموت پر قانع ہو کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں، یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں... مگر دینی جماعتیں اور ان کے سربراہ تکفیر کی بمباری میں مصروف ہیں۔ روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیا، ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے تو حج کی کیفیات اور حرکات و سکنات سیارے کے ذریعے بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔

کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب کو سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا"۔

۳-اخبار سعادت لاہور رقم طراز ہے:-

"دنیا بھر میں قادیانیوں اور احمدیہ فرقہ کے روحانی پیشوا اور سربراہ مرزا طاہر احمد نے سات جنوری سے ڈش انٹینا کے ذریعے براہِ راست احمدیہ ٹیلی ویژن نشریات کا جو عالمگیر اطلاعی سلسلہ شروع کیا ہے وہ اب خاصا مقبول ہو رہا ہے۔ لاتعداد اعلیٰ فوجی اور سول افسران، قانون دان، تاجر، طلبا و طالبات جج اور معیشت و معاشرت سے متعلقہ لوگ اپنے حامیوں دوستوں عزیز و اقارب یا ہم احباب کے علاوہ زندگی کے شعبے سے متعلق دانشوروں، ادیبوں اور صحافیوں وغیرہ کو خصوصی دعوتیں دے کر مرزا طاہر احمد کے خطبات سناتے اور ان سے اظہار خیال کرتے ہیں۔ احمدیہ نشریات بے حد مقبول ہو رہی ہیں"

(روزنامہ سعادت ۲۱/جنوری ۱۹۹۴ء صفحہ ۱-۴)

۴-جمیعۃ العلماء اسلام پاکستان کا ترجمان الجمیعۃ لاہور کا ایک نوٹ:-

"قادیانی حضرات نے اپنی منظم جماعت اور جماعتی ارکان کے جذبہ و ایثار سے کام لے کر الیکٹرانک میڈیا کا بھرپور استعمال شروع کر دیا ہے اور ... دنیا کے چپہ چپہ پر اب وہ اپنی تحریک کو پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں"

(الجمیعۃ ۱۰-۱۷ مارچ ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۷)

۵-ماہنامہ "اخبار العرب" (Arab Cazette) کے شمارہ اگست ۱۹۹۴ء میں ٹی وی۔ قادیانیوں کا نیا فضائی چینل" کے زیر عنوان سعودی جریدہ "المسلمون" کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"حال ہی میں ٹی وی کے نام سے قادیانیوں نے اپنا ایک فضائی چینل قائم کیا ہے تاکہ نشر و اشاعت کے اس بہترین ذریعے سے اپنی ... تبلیغ کو دنیا تک پہنچا سکیں... قادیانی چینل ڈش انٹینا کے ذریعے روزانہ بارہ گھنٹے (اور اب چوبیس گھنٹے ناقل) اپنی نشریات دکھاتا ہے یہ چینل جو ٹی وی کے نام سے مشہور ہے اس کا مالک احمدی فرقے کے لیڈر مرزا طاہر احمد سے تعلق رکھتا ہے اس کی نشریات کا رخ جنوب مغربی ایشیا اور خلیج عرب کے علاقے ہیں۔ علماء نے اس بات پر سختی سے زور دیا ہے کہ مسلمان ممالک مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا قطعی حل تلاش کریں ..ڈاکٹر عبداللہ الرفاعی جو جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں اطلاعات کے شعبہ میں استاد ہیں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ کہ ہماری مشکل یہ ہے کہ ... فضائی چینل پر علمی تسلط غیروں کا ہے"

۶-رسالہ "زندگی" لاہور (۲-تا۸-ستمبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۳۶) کے ایک فکر انگیز مقالہ کا اہم اقتباس:-

"آٹھ ماہ سے جماعت احمدیہ کا اپنا ٹیلی ویژن سٹیشن کام کر رہا ہے۔ گذشتہ ماہ لندن میں اس جماعت کا جو ۲۹ واں سالانہ جلسہ ہوا اس کی کارروائی پوری دنیا میں ... براہ راست یا بعض حصوں کی ریکارڈنگ سٹیلائٹ کے ذریعے دکھائی گئی۔ پانچوں براعظموں کے ۱۲۰ ممالک میں یہ کارروائی دکھائی گئی۔ امیر جماعت کی تقاریر کا سات زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کی گئیں جبکہ جلسہ گاہ سے حاضرین کیلئے ان تقاریر کا پندرہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے ایک ترجمان نے دعویٰ کیا کہ صرف ایک سال کے دوران ۲۷ہزار یورپی باشندے دائرہ "احمدیت" میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک سال کے دوران عالمی بیعت میں شرکت کرنے والے احمدیوں کی تعداد چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو ہے۔ ان کا تعلق ۹۳ ممالک سے اور ۱۵۵ اقوام سے ہے۔ جولائی ۹۳ء سے جولائی ۹۴ء تک دنیا بھر میں جماعت کی ۱۵۵۱ نئی شاخیں قائم کی گئی ہیں۔ اس دوران ۶۶۸ مساجد بنائی گئیں۔ جماعت اب تک ۵۲ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر چکی ہے۔ گیارہ مزید زبانوں میں تراجم پر نظر ثانی مکمل کئے جانے کے بعد یہ تعداد ۶۳ ہو جائے گی۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کے تعلیمی اداروں کی تعداد ۳۴۹ اور ہسپتالوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی ہے"۔

۷-ہفت روزہ "میڈیا" ۱۶/نومبر ۱۹۹۴ء کے ایشوع میں ایک مضمون سپرد اشاعت ہوا ہے جس کا عنوان ہے "پاکستان میں کفر سازی کی فیکٹری نے احمدیوں کو دنیا بھر میں مظلوم بنا دیا ہے" اس مضمون کا صرف ایک فقرہ بدیہ قارئین ہے فرماتے ہیں:-

"روزانہ سینکڑوں افراد مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں قادیانی الگ ٹی وی سٹیشن بنا چکے۔

۸- رسالہ "مہارت" لاہور (بابت ۲۸/ستمبر تا ۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۳۸) میں لکھا ہے:-

دراصل یہ کام رابطہ عالم اسلامی کا ہے۔ یہ اتنا بھاری کام ہے کہ مملکتیں ہی اس کو کر سکتی ہیں"۔

## دس صدیوں کا آفاقی نظارہ

آخر میں مجدد الف آخر سیدنا حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے مستقبل کے متعلق ایک پر شوکت پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان نے ۱۹۰۰ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کی روایات میں ہے کہ حضرت اقدس نے ایک بار ارشاد فرمایا:-

اب فتوحات کا زمانہ جو حقیقی فتح ہے چودھویں صدی سے شروع ہے اس ہزار سال میں جناب الٰہی عجیب کام دکھلائیں گے جس سے احمدیت کی فتح مبین ہو گی"

(الحکم قادیان [illegible])

## ایک نازیبا رجحان

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور جولائی ۱۹۹۸ء میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ:-

"چند سال سے عید میلاد منانے کیلئے جو جلوس نکالے جاتے ہیں ان میں رفتہ رفتہ وہ تقدس وہ احترام ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ اور سوقیانہ حرکتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میلاد کے جلوسوں میں بھنگڑا اور لڈی، فلمی گانے، مردوں اور عورتوں کا اختلاط۔ یہ چیزیں قطعاً اسلام گوارا نہیں کر سکتا۔ اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے غضب کو اور اس کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کو مول لینے کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ اہل حل و عقد اور ارباب اثر و نفوذ کا فرض اولین ہے کہ اس تقریب کے تقدس کو ہر گز ہر گز آلودہ نہ ہونے دیں اور بدتمیزی کی اُٹھتی ہوئی ان موجوں کو اسی وقت ختم کر دیں"۔

## تمام بندے اللہ کا کنبہ ہیں

جناب ڈاکٹر رشید احمد جالندھری مدیر اعلیٰ "المعارف" لاہور تحریر کرتے ہیں:-

"مذہب کا یہ بلند تصور کہ "تمام بندے اللہ کا کنبہ ہیں" انسان کو مخلوط معاشروں میں امن و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا درس دیتا ہے اور خدمت خلق کو زندگی کی ایک بلند قدر شمار کرتا ہے، کہا جاتا ہے کہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے جو گزشتہ صدی کے ارباب صدق و صفا میں سے تھے، ریل گاڑی میں اپنے چند ہندو ہم سفر ساتھیوں کے کہنے پر لیٹنے سے اس لئے انکار کر دیا کہ ایسا کرنے سے ان کے پاؤں کا رُخ ان کے ہندو ساتھیوں کے چہروں کی طرف ہو رہا تھا اور یہ امر قاری صاحب کو گوارا نہیں تھا، ان کا کہنا تھا: "میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ کسی انسان کے چہرے کی بے ادبی کروں، ہم ہر شخص کے چہرے کا احترام کرتے ہیں"۔ مذہب کا یہی لطیف تصور ہے جو دو مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو امن و آشتی سے رہنے کا درس دیتا ہے، لیکن جب کبھی دنیاداروں اور کم ظرفوں نے مذہب کو اس کی بلندیوں سے نیچے اتارنے کی کوشش کی، تو ایک ہی مذہب کے ماننے والے دو آدمی بھائی بھائی بن کر ایک جگہ نہ بیٹھ سکے اور انسانی بستیاں ویران ہونے سے نہ بچ سکیں"۔ (المعارف لاہور اپریل۔جون ۱۹۹۸ء صفحہ ۹۰)

## ولادت

☆-اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کی بہن نصرت جہاں زوجہ مکرم علی محمد صاحب آف امریکہ کو مورخہ ۲ مارچ بروز منگل ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک وقفِ نو میں شامل ہے از راہِ شفقت حضور نے بچی کا نام عائشہ محمد تجویز فرمایا ہے۔ جو مرحوم شیخ عبدالمومن صاحب مرحوم کی نواسی ہے۔ اس کے نیک صالحہ، دین کی خادمہ اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت-۵۰)

(مجاہد احمد متعلم جامعہ احمدیہ)

## اعلان دعا

میرے چھوٹے بیٹے عزیزم فردوس احمد صاحب پڈر کے ہاں اولاد ہونے والی ہے نرینہ اولاد کے لئے۔ والدہ اکثر بیمار رہتی ہیں انکی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (جہانگیر احمد پڈر۔ کنی پورہ ناصر آباد کشمیر)

☆- خاکسار ان دنوں سخت کھانسی و سانس کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ احباب سے کامل شفاء یابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت ۵۰--سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رؤیا، کشوف

مرتبہ: مرزا خلیل احمد قمر صاحب

اللہ تعالیٰ سچے رؤیا، کشوف کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت عطا فرماتا ہے۔ اور یہ نعمت امام وقت کو خاص طور پر عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی اس برکت سے وافر حصہ عطا کیا گیا ہے۔ حضور کے یہ رؤیا و کشوف اور الہامات ہمیشہ ہی احباب جماعت کیلئے ایمان کی تازگی اور قلب و روح کی بالیدگی کا باعث بنتے رہے ہیں۔ یہ بابرکت کلمات اللہ تعالیٰ کے نور کی وہ خوشبو رکھتے ہیں جن سے ہر احمدی کا سینہ اللہ کی محبت سے مہک اُٹھتا ہے۔ ان کا یکجائی مطالعہ روحانی لذت کی ایک ناقابل بیان کیفیت رکھتا ہے۔ یہ روحانی مائدہ احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔

## ہمارا خدا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو سب سے پہلا کشف ۱۳-۱۴ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ جب آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کے بارے میں سوالات پیدا ہوئے تو آپ نے اپنا رُخ خدا کی طرف ہی کیا کبھی مسجد میں جاکر گھنٹوں عبادت میں مشغول رہتے اور کبھی اپنے کمرے میں ہی ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میں خدا کے حضور دُعا کرتا اور کہتا کہ اے خدا اگر تو موجود ہے تو مجھے تیری تلاش ہے تو مجھے بتا کہ تو ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھٹک جاؤں، کیا مجھ پر اس گمراہی کی ذمہ داری تو نہیں ہو گی؟ اور، پھر سوچتا کہ شاید ہو بھی۔ پھر میں دعا کرتا کہ اے خدا یہ ذمہ داری مجھ پر تو عائد نہیں ہونی چاہئے"۔

پھر ایک سہ پہر حضور ایسے روحانی تجربے سے گزرے اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"یہ خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی ایک غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ میں نے دیکھا کہ ساری زمین سکڑ کر ایک گیند کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جس پر دور دور تک کسی جاندار مخلوق کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ نہ زندگی کی چہل پہل ہے نہ ہی شہر ہیں نہ آبادیاں۔ غرضیکہ کچھ بھی تو نہیں۔ بس زمین ہی زمین ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک زمین کا ذرہ ذرہ کانپنے لگا ہے اور ایک زناٹے سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہمارا خدا۔ ہمارا خدا۔ ایک ایک ذرہ اپنے وجود کی علت غائی کا باآواز بلند اعلان کر رہا تھا۔

ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی۔ ایک ایک ذرے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دوہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں ہمارا خدا، ہمارا خدا" (مرد خدا صفحہ ۸۲-۸۳)

## تباہ کن اور دردناک

۱۹۷۴ء میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فسادات پھوٹ پڑے بلکہ باقاعدہ منصوبے سے یہ فسادات کروائے گئے جس میں احمدیوں کا جانی و مالی نقصان ہوا پھر ستمبر ۷۴ء میں مسٹر بھٹو نے قومی اسمبلی سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ تو بعض تنقید کرنے والوں کا کہنا تھا کہ اگر مرزا طاہر احمد صاحب بھٹو اور اس کی پارٹی کی مدد نہ کرتے تو صورت حال مختلف ہوتی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اگرچہ تنقید کرنے والے تعداد میں تو کوئی زیادہ نہ تھے پھر بھی ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر میں بھٹو کی مدد نہ کرتا اور ہمیں اس کو ووٹ دینے اور دلانے پر آمادہ نہ کرتا تو صورت حال مختلف ہوتی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے ملک و قوم کی خدمت میں جو کردار بھی ادا کیا اس پر مجھے کبھی افسوس نہیں ہوا نہ ہی مجھے اب افسوس ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ متبادل راستے اس سے کہیں زیادہ پر خطر اور ہولناک تھے بایں ہمہ احمدیوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے ان پر میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ میں نے اپنے رب کے حضور التجا کی کہ

اے میرے رب میری بریت فرما

میں نے یہ دُعا بھی کی کہ وہ ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دے۔ کتنی ہی راتیں میں نے شدید کرب کی حالت میں جاگ جاگ کر کاٹی ہیں۔

ایک رات اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں بلا ارادہ اچھل کر بستر سے باہر آ رہا۔ میں کسی طاقت کی ایسی گرفت میں تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا یہ تجربہ اس روحانی تجربے سے ملتا جلتا تھا جس میں میں ایام طفولیت میں گزر چکا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے پہل اپنے الہام سے نوازا تھا۔ اب بھی ایسی ہی کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ میں شدت جذبات سے مغلوب ہو کر باآواز بلند یہ الفاظ بار بار دوہرا رہا تھا۔

اَدۡهٰی وَاَمَرّ - اَدۡهٰی وَاَمَرّ

اور زیادہ تباہ کن اور زیادہ دردناک

یوں لگتا تھا جیسے میرا وجود کسی اور طاقت کے قبضہ قدرت میں ہو اور مجھے اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہا ہو... میں نے محسوس کیا کہ میں یہ الفاظ دوہرانے کے ساتھ ساتھ کانپ بھی رہا ہوں۔ پھر میں شعوری حالت کی طرف منتقل کیا گیا اور وہ الفاظ جنہیں میں دوہرا رہا تھا۔ سمجھ میں آنے لگے اور یہ بات بھی کہ میں یہ الفاظ دوہرا کیوں رہا ہوں۔ مجھے بحیثیت مجموعی ان الفاظ کے معانی کا تو علم تھا لیکن ان کا سیاق و سباق مستحضر نہ تھا۔ جونہی ربودگی کی یہ کیفیت ختم ہوئی میں اٹھا ان الفاظ کا مقام تلاش کرنا شروع کر دیا۔ کہ دیکھوں تو سہی کہ کس موقع اور محل پر قرآن کریم میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ دن اور آج کا دن میں نے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کہ وہ جس طرح چاہے اپنی تقدیر کے رُخ سے پردہ اُٹھائے۔ (مرد خدا صفحہ ۱۷۶-۱۷۷)

## بھٹو کی پھانسی

مسٹر بھٹو کو پھانسی کی سزا سنائے دو سال بیت چکے تھے۔ یہ کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس سزا پر عمل در آمد بھی ہو گا۔ ۴ر اپریل ۱۹۷۹ء کی صبح ہونے کو تھی۔ باہر ابھی تاریکی چھائی تھی کہ حضور انور کی اچانک آنکھ کھل گئی آپ فرماتے ہیں:

"مجھے شدت سے احساس ہوا اور میخ کی طرح یہ احساس میرے سینے میں گڑ گیا جیسے کوئی حادثہ ہو گیا ہو۔ میں بیداری کے عالم میں بستر پر لیٹا ہوا تھا یہاں تک کہ میرے بستر سے اُٹھنے اور تہجد اور فجر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ میں عموماً صبح کے وقت ریڈیو پر خبریں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن خلاف معمول آج کے دن میں نے ریڈیو کا بٹن دبایا پہلی ہی خبر جو میں نے سنی وہ یہ تھی کہ مسٹر بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ (مرد خدا صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

## افغانسان پر روسی قبضہ

حضور بیان فرماتے ہیں:

"مجھے اپنی ایک پرانی رؤیا یاد آگئی جس کا آج کے حالات سے تعلق ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے بیان کی تھی یا نہیں لیکن وہ ہے دلچسپ اور اب جو اس کی تعبیر ظاہر ہوئی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ جن دنوں میں ایران کا انقلاب آ رہا تھا۔ ابھی شروع ہوا تھا۔ ۱۹۷۷ء کی بات ہے۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ نظارہ کر رہا ہوں لیکن سب کچھ دیکھنے کے باوجود گویا میں اس کا حصہ نہیں ہوں موجود بھی ہوں دیکھ بھی رہا ہوں لیکن بطور نظارے کے مجھے یہ چیز دکھائی جا رہی ہے ایک بڑے وسیع گول دائرے میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ترنم کے ساتھ ایک فقرہ کہتے ہیں اور پھر انگریزی میں گانے کے انداز میں اس کا ترجمہ بھی اسی طرح ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور باری باری اس طرح منظر ادلتا بدلتا ہے پہلے عربی پھر انگریزی پھر عربی پھر انگریزی اور وہ فقرہ جو اس وقت لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت... "کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا سوائے اُس کے" اور یہ جو مضمون ہے یہ اس طرح مجھ پر کھلتا ہے کہ نظارے دکھائے جا رہے ہیں میں نے جیسا کہ کہا ہے میں وہاں ہوں بھی اور نہیں بھی۔ ایک پہلو سے سامنے یہ نوجوان گا رہے ہیں اور پھر میری نظر پڑتی ہے اس کی طرف شام مجھے یاد ہے عراق یاد ہے اور پھر ایران کی طرف پھر افغانستان، پاکستان مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں اور مضمون دماغ میں آتا ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے جو عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں جو انقلابات آ رہے ہیں ان کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتہ نہیں۔ ہم ان کو اتفاقی تاریخی واقعات کے طور پر دیکھ رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں مگر رؤیا میں جب وہ ملکر یہ گاتے ہیں تو اس سے یہ تاثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اتفاقاً الگ الگ ہونے والے واقعات نہیں۔ بلکہ واقعات کی ایک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں۔ مگر ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہو رہا ہے... اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس کا ہاتھ یہ تقدیر بنا رہا ہے۔ تو وہ رؤیا تھی جو چوہدری انور حسین صاحب ان دنوں تشریف لائے ان کو بھی میں نے سنائی۔ بعض اور دوستوں کو بھی... کہ یہ کچھ عجیب سی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑے بڑے واقعات ان واقعات کے پس پردہ رونما ہونے والے ہیں ان کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ہم جو سیاسی اندازے کر رہے ہیں یہ کچھ اور ہیں جو خدا کے اصل مقاصد ہیں وہ کچھ اور ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان کے ساتھ روس کی بیان شدہ پالیسی کا گہرا تعلق ہے کچھ سبق انہوں نے وہاں سیکھے ہیں کچھ اور سیاسی باتیں ان تجربوں میں ظاہر ہوئی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں یہ بعد کے عظیم انقلابات پیدا ہونے شروع ہوئے۔

پس یہ جتنے بھی واقعات آج کی دنیا میں رونما ہو رہے ہیں دنیا کا ایک مورخ دنیا کا ایک سیاستدان ان کو اور نظر سے دیکھتا ہے اور اور فہم سے سمجھتا ہے مومن ان سے اور پیغام لیتا ہے اور ان پیغاموں کی روشنی میں اپنے آپ کو مستعد کرتا ہے اور اپنے آپ کو تیار کرتا ہے پس خدا کی انگلی جو اشارے کر رہی ہے وہ اب واضح تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

(الفضل ۲۰ر دسمبر ۱۹۸۹ء)

## ساری زندگی کو بابرکت کرنے کی خوشخبری

ایک موقع پر بالکل بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کر میں نے اپنے رب سے عرض کیا۔ اے خدا میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے۔ میرا ذہن قطعاً خالی پڑا ہے۔ تو نے جماعت کیلئے جو توقعات پیدا کر دی ہیں وہ میں نے تو پیدا نہیں کیں۔

جماعت احمدیہ کے امام کو دنیا ایک خاص نظر

سے دیکھنے آتی ہے اور ایک توقع کے ساتھ اس کا جائزہ لیتی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو اس پر پورا نہیں اتر سکتا۔ اسلئے اے خدا! تو ہی میری مدد فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اتنی غیر معمولی مدد فرمائی کہ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میں خود نہیں بول رہا کوئی اور طاقت بول رہی ہے میرے ذہن میں از خود مضمون آتے چلے جا رہے تھے۔

پھر اس کے بعد میرے دل میں ایک خوف پیدا ہوا کہ اگر اللہ کی تائید ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے چھوڑ دے تو جس مقام پر اس نے فائز فرمادیا اور دنیا کی توقعات بلند کر دیں اس مقام سے تو میں ایسا گروں گا کہ لوگوں کو کچھ سمجھ ہی نہیں آئے گی کہ یہ کون شخص ہے جو اب سامنے آیا ہے، اس سے پہلے تو کوئی اور وجود تھا۔ چنانچہ بڑے گھبراہٹ اور پریشانی میں میں نے دُعا کی اے خدا! تو وہ نہ بن کہ رحمت کا جلوہ دکھا کر پیچھے ہٹ جائے تو نے فضل فرمایا ہے تو پھر ساتھ رہ اور ساتھ ہی رہ اور کبھی نہ چھوڑ۔

اسی رات میں نے ایک خواب دیکھی اور اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس سارے سفر کو کامیاب کرے گا اور مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ یعنی جماعت کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد بشارت سپین کے صحن میں میرے بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آکر مجھے گلے لگا لیتے ہیں اور پھر چھوڑتے ہی نہیں۔ میں حیران کھڑا ہوں مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ اب ملاقات کافی لمبی ہو گئی ہے۔ اب بس کریں۔ لیکن وہ چمٹ جاتے ہیں اور چھوڑتے ہی نہیں۔ اسی حالت میں خواب ختم ہو گئی۔

صبح اٹھ کر مجھے یاد آیا کہ میں نے تو یہ دعا کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس سفر کو بابرکت کرے گا بلکہ باقی ساری زندگی کو بھی بابرکت کرے گا۔ دنیا کو جماعت سے جو توقعات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم ان کو پورا کریں گے۔ یہ "ہم" کا صیغہ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ وہاں ایک شخص مرزا طاہر احمد مراد نہیں تھا۔ میری دُعائیں نہ اپنی ذات کیلئے تھیں نہ ایک وجود کیلئے تھیں۔ میری دُعائیں تو اس جماعت کیلئے تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آج اللہ کی صفات کا مظہر بنی ہوئی ہے۔ اس جماعت سے جو توقعات ہیں وہی اس کے خلیفہ سے ہوتی ہیں اس سے الگ توقعات تو نہیں ہوا کرتیں۔ پس میں اس خوشخبری کو ساری جماعت کیلئے سمجھتا ہوں۔ (الفضل ۸ / مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۲)

## تین مبشر رؤیا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۷ / فروری ۱۹۸۴ء کے خطبہ جمعہ میں اپنے تین رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

پرسوں رات اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے تین مبشر رؤیا دکھائے جو جماعت کے حق میں بہت ہی مبشر اور مبارک ہیں۔ مختصر نظارے تھے لیکن یکے بعد دیگرے ایک ہی رات میں یہ تین نظارے دیکھے اور اس مضمون کو زیادہ قوت دینے کیلئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کیلئے خوشخبری ہے ایک عجیب واقعہ ہوا کہ میرے ساتھ کے کمرے میں عزیز لقمان احمد سوتے ہیں۔ وہ جب صبح نماز کیلئے اُٹھے تو ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے القاء کیا کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ خوشخبری دی ہے تو ان کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میں پوچھوں کہ رات کیا بات ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ پس بیک وقت یہ دونوں باتیں مزید اس بات کو یقین میں بدل دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ساتھ کامل نصرت اور حفاظت کا معاملہ فرمائے گا۔

۱- میں نے پہلی رؤیا میں یہ دیکھا کہ ایک برآمدہ میں ایک مجلس لگی ہوئی ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ دوسرے احمدی احباب کرسیوں میں بیٹھے آپ کی باتیں سن رہے ہیں میں بھی اس مجلس میں جاتا ہوں تو خواب میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوتا بلکہ یہ علم ہے کہ اس وقت میں خلیفۃ المسیح ہوں اور یہ بھی علم ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یعنی ذہن میں یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ آپ فوت شدہ ہیں اس نظارے سے طبیعت میں کسی قسم کا تردد نہیں پیدا ہوتا۔ چنانچہ جب آپ کی مجھ پر نظر پڑتی ہے تو ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص جس کا چہرہ میں پہچانتا نہیں اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن میں ان کے نام نہیں جانتا۔ لیکن جو آپ کے قریب آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو اشارہ سے فرماتے ہیں کرسی خالی کرو اور مجھے پاس بٹھا کر مصافحہ کرتے ہیں اور میرے ہاتھ کو اسی طرح بوسہ دیتے ہیں جس طرح کوئی خلیفہ وقت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے اور مجھے اس سے شرمندگی ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تم خلیفۃ المسیح ہو۔ لیکن طبیعت میں سخت شرم محسوس ہوتی ہے اور انکسار پیدا ہوتا ہے میں فوراً آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں تو آپ یہ بتانے کیلئے کہ میرا بوسہ باقی رہے گا۔ تمہارے بوسے سے یہ (Cancel) منسوخ نہیں ہوتا۔ دوبارہ میرے ہاتھ کو کھینچ کر پھر بوسہ دیتے ہیں اور پھر میں محسوس کرتا ہوں کہ اب تو اگر میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا تو ختم نہیں ہوگا۔ اسلئے اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں اصرار بند کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ اب تو تم خلافت کا پوری طرح چارج لے لو۔ اب مجھے رخصت کرو یعنی میری ساتھ رہنے کی اب ضرورت کیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں ایک حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ خلافت کوئی شریکا نہیں۔ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں کسی قسم کا حسد یا مقابلہ ہو بلکہ یہ ایک نعمت ہے اور انعام ہے میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ صاحب انعام لوگوں میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور پیار کا تعلق ہوتا ہے اور کسی قسم کا حسد یا مقابلہ نہیں ہوتا۔ تو یہ مفہوم میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تو یہ نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں ایک اور بات بھی آپ نے مجھے خواب میں کہی جو مبارک ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں نے ایک بات کہی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں اچھی ہوگی اس کے بعد یہ نظارہ ختم ہو گیا تو کچھ دیر کے بعد اسی رات خواب میں صرف یہ چھوٹا سا نظارہ دیکھا کہ:

۲- حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم رضی اللہ عنہا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی اور ہماری پھوپھی ہیں وہ میرے گھر میں داخل ہو رہی ہیں اور اس کے سوا اور کوئی نظارہ نہیں ہے صرف میں ان کو گھر میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں اور خواب ختم ہو جاتی ہے۔

۳- تیسری خواب یہ دیکھی کہ ایک میز چنی ہوئی ہے اور اس پر ہم کھانا کھا رہے ہیں اور میری دائیں جانب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ بیٹھی ہوئی ہیں اور بڑے خاص پیار اور محبت کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔ پس یہ تینوں خوابیں جو اوپر تلے نظر آئیں۔ اللہ تعالیٰ خاص نصرت بھی عطا فرمائے گا۔ اور اگر کچھ حالات مخدوش ہوئے تو خدا خود ہماری حفاظت بھی فرمائے گا۔ اور ہمیں کسی غیر کی حفاظت کی ضرورت نہیں اور پھر انجام میں خدا تعالیٰ ایک دعوت دکھاتا ہے اور نواب مبارکہ بیگم جن کے متعلق الہاماً خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا ایسی آئی جنیں ایہہ مصیبت پائی" یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پنجابی میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم کے متعلق ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ نام بھی مبارک ہے اور ان کی معیت بھی مبارک ہے اور کبھی یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ آئیں اور کوئی مصیبت ساتھ باقی رہے ان کے آنے سے مصیبتیں ٹل تو جائیں گی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔

پس معنوی لحاظ سے بھی اور الہامات کی روشنی میں بھی یہ خوابیں اور پھر جس ترتیب میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مبارک ہیں۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ جلد جلد انشاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو غیر معمولی تائیدی نشان دکھائے گا۔

## حمید الرحمان بن جانا

حضور نے ۲۰ / دسمبر ۱۹۸۵ء کو خطبہ جمعہ میں درج ذیل رؤیا بیان فرمائی۔

جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو تہجد کی نماز میں میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جو بعض پہلوؤں سے حیرت انگیز ہے۔ تہجد کی نماز شروع ہوتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا کہ (محسوس تو نہیں کہنا چاہئے) بلکہ ایک رنگ میں گویا ڈاکٹر حمید الرحمان بن گیا ہوں۔ ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب جن کا میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں وہ تو ایک Symbol (علامت) کے طور پر آئے تھے مگر میں پہلے ان کا تعارف کروا دوں۔

ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب ہمارے نہایت مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ خلیل الرحمان صاحب جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے ان کے صاحبزادہ ہیں اور امریکہ میں ڈاکٹر ہیں اور ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب کے داماد ہیں اور بہت نیک اور پاک طینت رکھتے ہیں۔ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور قربانیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ بڑے سادہ اور منکسر المزاج ہیں چنانچہ یہ واقعہ کچھ اس طرح رونما ہوا کہ

تہجد کی نماز شروع ہوتے ہی وہ نماز گویا میں نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ میں اور ڈاکٹر حمید الرحمان ایک وجود بن کر پڑھ رہے تھے اور ہمارے درمیان کوئی تفریق نہیں تھی۔ یہ واقعہ آناً فاناً نہیں ہوا۔ کہ آیا اور گزر گیا بلکہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تہجد کے دوران جب میں سلام پھیرتا تھا تو یہ تصور غائب ہو جاتا تھا۔ کہ کس وقت یہ واقعہ شروع ہوا تھا تو (بغیر شعور کے پتہ نہیں لگتا تھا کہ کس وقت یہ واقعہ شروع ہوا ہے) اچانک میں اور ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب ایک وجود بن کر نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اچانک (میرا وجود) جو خدا کو مخاطب کر رہا تھا وہ حمید الرحمٰن تھا اور جیسے روح حلول کر جاتی ہے۔ اسی طرح میرے اندر حمید الرحمٰن کی روح گویا حلول کر گئی اور مجھے اس پر تعجب نہیں ہوا یعنی نماز کے دوران بالکل احساس نہیں ہوا کہ کوئی عجیب واقعہ گذر رہا ہے بلکہ نارمل طریقے پر جس طرح ڈاکٹر حمید الرحمٰن نماز کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے اور اپنے متعلق سوچتے ہوں گے کہ میں حمید الرحمٰن ہوں۔ بالکل وہی کیفیت تھی میری لیکن ساتھ یہ بھی احساس تھا کہ میں بھی ہوں اور اس عجیب امتزاج پر کوئی تعجب نہیں تھا۔ اور جب نوافل کے درمیان وقفہ پڑتا تھا تو اس وقت اس طرف دماغ بھی نہیں جاتا تھا۔ یعنی اس وقت بھی احساس نہیں ہوا کہ یہ کیا ہو رہا ہے یہاں تک کہ قریباً ایک گھنٹے تک مسلسل یہی کیفیت رہی اور جب یہ کیفیت دور ہو گئی تو پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہے۔

چنانچہ اس واقعہ پر جب میں نے غور کیا تو مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ ایک تو جس وجود کو خدا تعالیٰ نے اس خوشخبری کیلئے چنا ہے اس میں اس کے لئے بھی بہر حال ایک بہت بڑی خوشخبری بھی ہے دوسرے اس میں جماعت کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری بھی ہے اور نجات کی راہ بھی دکھائی گئی ہے۔ خلیفہ وقت کے وجود میں دراصل ساری

جماعت دکھائی جاتی ہے۔ اور خوشخبری یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے ان کوششوں کو قبول فرمایا ہے جو میں نے نمازوں کی اہمیت کو احمدیوں کے ذہن نشین کروانے کیلئے بار بار کی ہیں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۲)

## "قدیر" کے ایک نئے معنی

حضور نے ۱۰ار جنوری ۱۹۸۶ء کو خطبہ جمعہ میں لفظ قدیر کے معنی کے ضمن میں ایک نئے مضمون کا تفصیل سے ذکر فرمایا جو گزشتہ خطبہ جمعہ کے دوران کشفاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا اور پھر تفصیل سے سمجھایا گیا اس کشف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے قدرہٗ کے ایک معنی علّمہ بیان کئے تھے۔ یعنی اس نے سکھایا جبکہ دراصل میرے نوٹس میں یہ معنے لکھے ہوئے موجود نہیں تھے تردد کے باوجود گزشتہ خطبہ کے دوران میں نے دوبارہ نوٹس دیکھے تو وہاں صاف طور پر علّمہ لکھا تھا چنانچہ میں نے یہی پڑھا اور ان معنوں کو بیان کیا۔ لیکن پوری تسلی نہیں ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اس نے تفصیل سے یہ معنی سمجھائے جو بہت حیرت انگیز اور وسیع ہیں اور قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۳)

## عالمی نصرت کی بشارت

حضور نے ٹلفورڈ میں عید الفطر کا خطبہ دیتے ہوئے ۹ جون ۱۹۸۶ء کو اپنے ایک تازہ رؤیا کا ذکر فرمایا جو آج صبح ہی عید کے تحفہ کے طور پر عطا ہوا تھا جس میں حضور کی حضرت اماجان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑے پیار اور فرشتوں کی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک شعر پڑھا (جو حضور نے فرمایا کہ مجھے اس وقت یاد نہیں رہ سکا) جس کا مفہوم یہ تھا کہ شمع کو اپنے پروانے کی تلاش تھی۔ لیکن شمع خود ہی اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔

حضور نے فرمایا اس رؤیا میں بہت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اہل پاکستان کے لئے بھی اور ساری دنیا کی جماعتوں کیلئے بھی اور یہ پیغام ہے ان کے نام بھی جو جماعت کی ترقی کے قدم جکڑنا چاہتے ہیں کہ تم ایک ملک میں جماعت کی ترقی کو روکنے کیلئے ساری جدو جہد کر رہے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب ہوگا۔ یہ خوشخبری تھی جو عید کیلئے عطا ہوئی اور جماعت کی امانت تھی جو میں جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جون ۱۹۸۶ء صفحہ ۵)

## اسیرانِ راہِ مولا کی رہائی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ ضیاء الحق نے موت کی سزا صرف ایک شخص کیلئے نہیں رہنے دی بلکہ زیادہ معصوموں پر اس سزا کو پھیلا دیا ہے تو انہیں دنوں میں بہت بے قراری سے دُعاؤں کا موقعہ ملا اور میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ

الیاس منیر کھلی فضا میں ایک چارپائی پر میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔

اسی وقت میں نے سب کو بتا دیا اور بارہا خطوں کے ذریعہ بھی تسلی دی کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے مگر الیاس منیر کی گردن میں پھانسی کا پھندہ نہیں پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں اس ایک کے سایہ میں یہ سارے بھی اللہ کے فضل سے شامل تھے وہ ان کا سردار تھا۔ وہ جماعت کا نمائندہ تھا اور خدا کے نزدیک اس کے وقف کی وجہ سے اس کا ایک مرتبہ تھا اور ہے۔ پس جو بات میں اس وقت نہیں سمجھ سکا تھا وہ بعد میں حالات نے روشن کی وہ یہ تھی کہ محض ایک الیاس کی خوشخبری نہیں تھی بلکہ ان سب معصوموں کی رہائی کی خوشخبری اس ایک خوشخبری میں شامل تھی۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۲ر اگست ۱۹۹۴ء)

## خدا سے تعلق بڑھاؤ

حضور ایدہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ آج رات میری توجہ ایک رؤیا کے ذریعے مبذول کروائی گئی اس رؤیا میں خداتعالیٰ نے مجھے بتایا کہ جماعت احمدیہ کو دراصل خداتعالیٰ کے حضور دُعائیں کرنا چاہئے۔ بہت دُعائیں کرنا چاہئے اور نتیجے کے لحاظ سے اپنی دُعاؤں پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ اس کا پس منظر یہ ہوا کہ کل مجھے بعض ایسی اطلاعیں ملیں جن کے نتیجے میں معلوم ہوا تھا کہ ہماری دنیا کی بعض جماعتوں نے حکومت پاکستان پر اخلاقی دباؤ ڈالنے کیلئے غیر معمولی کارروائیاں کی ہیں۔

پس خداتعالیٰ نے مجھے رؤیا میں یہ سمجھایا کہ یہ دنیا کی کارروائی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں تم دُعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم رکھو اور اسے بڑھاؤ اور اسے مضبوط کرو تو خداتعالیٰ یقیناً اپنے فضل اور رحم کے ساتھ تمہارے حالات کو تبدیل فرمادے گا۔ اور بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے گا۔

رؤیا میں میں نے حضرت بانی سلسلہ کا وہ کلام ایک خاص انداز سے پڑھا جس میں حضرت بانی سلسلہ یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ کون وہ بدبخت ہوگا جو خدا کے در پر مانگنے جائے اور پھر واپس لوٹے اور یہ کلام اگرچہ اکثر ہمارے سامنے پڑھا جاتا ہے لیکن اس کلام کے بعض ایسے مصرعے جو رؤیا میں مجھے یاد رہے اور میں بار بار پڑھتا رہا۔ بیداری کی حالت میں یاد نہیں رہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایک خاص پیغام تھا۔ ان مصرعوں میں سے ایک مصرعہ خصوصیت کے ساتھ۔ جو بار بار زباں پہ جاری ہوا اور دل پر نقش ہوگیا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ خداتعالیٰ اپنی قدرت نمائی پر قادر ہے جب وہ چاہے گا۔ حیرت انگیز قدرت کے کرشمے دکھائے گا۔ اسلئے دُعاؤں کے ذریعے اس پر توکل کرتے ہوئے اس کی رحمت کے قدموں سے چمٹے رہو اور امید رکھو کہ وہ اپنے فضل کے ساتھ حیرت انگیز قدرت کے نشان دکھائے گا۔ اور پھر ایک مصرعہ جو خاص طور پر میں نے بار بار پڑھا اور دو چار مصرعوں کے بعد پھر وہ مصرعہ زبان پر آجاتا رہا وہ یہ تھا کہ:

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

اور ساتھ پھر وہ دوسرا مصرعہ بھی اس شعر کا کہ

فَسُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

لیکن سبحان الذی اخزی الاعادی والا مصرعہ ہر دفعہ نہیں پڑھا لیکن یہ مصرعہ جو ہے۔

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

یہ تو اس کثرت کے ساتھ میں رات اپنی رؤیا میں گنگنا رہا ہوں اور بار بار پڑھتا جارہا ہوں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بار بار دوسرے مصرعوں سے میری توجہ اس طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اس کی تعبیر میں نے یہ کی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کو خدا نے مہدی بنایا ہے اور خدا کا ہادی کے طور پر آپ پر ظاہر ہونا یہ بتاتا ہے یہ بڑی عظیم خوشخبری اپنے اندر رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دنیا کی ہدایت کے عظیم الشان سامان پیدا کرنے والا ہے۔

## بچھڑی کی قربانی

اس کے ساتھ ہی میں نے ایک بچھڑی کو ذبح کرنے سے متعلق بھی نظارہ دیکھا اور اسی حالت میں جب میں یہ شعر پڑھ رہا ہوں ایک آدمی ایک اچھی خوبصورت بچھڑی لے کر آتا ہے یا بچھڑا ہے لیکن ذہن میں زیادہ بچھڑی کا تصور ہے جو بہت خوبصورت بے داغ صاف ستھری بچھڑی ہے اور اس کو ذبح کرنے کیلئے میری توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچا گیا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اپنے حال میں مصروف رہنے دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی جس طرح تبرکاً چھری لگا دی جاتی ہے جسم کے ساتھ اور پھر ذبح کیا جاتا ہے جانور کو۔ اس طرح جو شخص بھی اس گائے کی بچھڑی کو لے کر ذبح کرنے کیلئے لے جارہا ہے وہ پاس سے گزرتا ہے اور چھری کو میرے بدن کے ساتھ مس کرتا ہے۔ اور پھر آگے جاکر (میرے ذہن میں یہ ہے کہ) اس نے اب اس گائے کو ذبح کرنا ہے لیکن وہ کسی انذاری رنگ میں محسوس نہیں ہوتا بلکہ خوشی کے اظہار کے طور پر (یہ مضمون میرے ذہن میں آتا ہے کہ) وہ گائے ذبح کی جائے گی۔ یعنی خوشی کے اظہار کے طور پر نہ کہ صدقے کے رنگ میں۔ لیکن چھری مس کرنا جو ہے یہ عموماً صدقے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں دونوں پہلو موجود ہوں ہو سکتا ہے بعض فتنے ابھی کروٹیں بدل رہے ہوں اپنی ابتدائی حالت میں اور ظاہر ہونے کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔ اس پہلو سے اس رؤیا کے ذریعہ خداتعالیٰ کا یہ توجہ دلانا بھی مقصود مطلب ہو کہ صدقات بھی دو۔ دُعائیں بھی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو۔

(روزنامہ الفضل ۵ر نومبر ۱۹۸۹ء)

## نئی منزلوں کی فتح

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔ ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ جیسے سیاحوں کی بس ہوتی ہے۔ ویسی ہی کسی بس میں میں اور میرے کچھ ساتھی سفر کرتے ہوئے ایک دریا کو عبور کرنے والے ہیں۔ اب یہ جو بس کی حالت کا سفر ہے یہ مجھے یاد نہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ بس پل کے پاس آکر نیچے اس کے دامن میں رک گئی ہے اور کوئی وجہ ہے کہ وہ بس خود آگے نہیں بڑھ سکتی۔ تو جیسے ایسے موقع پر مسافر اتر کر چہل قدمی شروع کر دیتے ہیں اس طرح اس بس میں سے میں اترا ہوں اور کچھ اور بھی مسافر اترے ہیں لیکن میرے ذہن میں اس وقت اور کوئی نہیں آرہا۔ مگر یہ یاد ہے اچھی طرح کہ مبارک مصلح الدین صاحب جو ہمارے واقف زندگی تحریک جدید کے کارکن ہیں وہ ساتھ ہیں اور جیسے انتظار میں اور کوئی شغل نہ ہو تو انسان کہتا ہے کہ چلیں اب نہا ہی لیتے ہیں۔ میں اور وہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ میرے ذہن میں اس وقت یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سا تیر کے واپس آجائیں گے لیکن مبارک مصلح الدین مجھ سے تھوڑے سے دور دو ہاتھ آگے ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ چلیں اب اسی طرح ہی دریا پار کرتے ہیں تو میرے ذہن میں یہ خیال ہے کہ دریا تو بھرپور بہہ رہا ہے جیسے دریائے سندھ طغیانی کے وقت بہا کرتا ہے اگرچہ کناروں سے چھلکا نہیں لیکن لبالب ہے اور بہت ہی بھرپور اور قوت کے ساتھ بہہ رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں ہم یہ کر بھی سکیں گے کہ نہیں تو مبارک مصلح الدین کہتے ہیں کہ نہیں ہم کر سکتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اگرچہ میں کوئی ایسا تیراک نہیں مگر اس وقت تیراکی کی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چند ہاتھوں میں بڑے بڑے فاصلے طے ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ جب میں مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ پچھلا کنارہ بہت دور رہ جاتا ہے اور پھر دو چار ہاتھ لگانے سے ہی وہ باقی دریا بھی عبور ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ہم کنارے لگتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ مبارک مصلح الدین مجھے رؤیا میں اپنے آگے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کنارے لگتا ہوں تو پہلے میں لگتا ہوں پھر وہ لگتے ہیں اور اس طرح ہم دوسری طرف پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ کس طرح یہاں سے باہر نکل کر دوسری طرف کنارے سے باہر کی عام دنیا

میں ابھریں۔

یہ رؤیا یہاں ختم ہو گئی اور چونکہ یہ ایک ایسی رؤیا تھی جو عام طور پر دستور کے مطابق انسان کے ذہن میں آتی نہیں اسلئے رؤیا ختم ہونے کے بعد میرے ذہن پر یہ بڑا بھاری اثر تھا کہ یہ ایک واضح پیغام ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کسی نئی منزل کو فتح کرنے کی خوشخبری دے رہا ہے اور اگرچہ ایک حصہ اس کا ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوا۔ کہ وہ ساتھی جو ہیں ان کو ہم کیوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور ہم دو کیوں آگے نکل جاتے ہیں لیکن بہر حال ذہن پہ یہ تاثر ضرور ہے کہ اس میں کوئی انذار نہیں تھا بلکہ خوشخبری تھی کہ دریا کی موجوں نے اگرچہ بس کو روک دیا ہے لیکن ہمارے سفر کی راہ میں وہ حائل نہیں ہو سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس رؤیا کو بھی جہاں تک میرا تاثر ہے اور یقین ہے کہ مبشر ہے توقع سے بڑھ کر مبشر بنائے اور جماعت کے حق میں اس کی اچھی تعبیر ظاہر فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء صفحہ ۴)

## حضرت ملک سیف الرحمان صاحب کا وصال

حضور نے فرمایا۔ ایک اور رؤیا میں جس میں انذار کا پہلو بھی تھا اور خوشخبری کا رنگ بھی رکھتی تھی۔ وہ اگرچہ میں اپنے بعض دوستوں کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن جماعت کے سامنے غالباً ابھی تک پیش نہیں کی۔ جب حضرت ملک سیف الرحمان صاحب کا وصال ہوا۔ تو جس دن اس کی اطلاع ملی اس سے پہلی رات میں نے رؤیا دیکھی۔ کہ اقبال کی ایک مشہور غزل کے دو اشعار میں پڑھ رہا ہوں اور خاص اس میں درد کی کیفیت ہے اور اقبال کی یہ وہ غزل ہے جو بچپن میں کالج کے زمانے میں مجھے بہت پسند تھی۔ لیکن چونکہ مدت سے پڑھی نہیں اسلئے خواب میں کوشش کر کر کے یاد کر کے وہ شعر پڑھتا ہوں اور پھر آخر یاد آجاتے ہیں اور وہ رواں ہو جاتے ہیں اور وہ شعر یہ تھے کہ

تھا جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدۂ دیدار عام آیا تو کیا
آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

تو بہت ہی دردناک اشعار ہیں اور جب آنکھ کھلی تو میرے دل پر بہت ہی اس بات کا گہرا اثر تھا۔ اور غم کی کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلے کے کوئی ایسے بزرگ جن کا خدا کے نزدیک ایک مرتبہ ہے رخصت ہونے والے ہیں جو انتظار کی راہ دیکھتے دیکھتے میرے جانے سے پہلے وصال پا جائیں گے۔ دوسرے دن صبح جب ملک سیف الرحمان صاحب کے وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت لاہور کے دوست چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور ان کے ساتھ ایک دو اور وکلاء بھی تھے۔ یہ ملنے کیلئے آئے ہوئے تھے ان سے میں نے بیان کی۔ بعد میں میں نے کہا کہ میں نیک فال کے طور پر یعنی اگرچہ لفظ نیک فال کا اطلاق پوری طرح تو نہیں ہوتا مگر ان معنوں میں نیک فال کے طور پر کہ گویا انذار ٹل چکا ہے اور جو ہونا تھا ہو چکا ہے اس خواب کے مضمون کو ملک سیف الرحمان صاحب کے وصال پر لگا رہا ہوں۔ اگرچہ وہ اس عرصے میں ملتے بھی رہے ہیں۔ لیکن جس رتبے کے انسان تھے خواب میں جیسا کہ میرے ذہن پر اثر تھا کہ اس مرتبے کا کوئی انسان رخصت ہونے والا ہے یہ ان پر صادق آتا ہے اور دوسرا خیال یہ تھا کہ ملک صاحب کو خواہش تو بہر حال یہی ہو گی کہ میں بھی ربوہ جاؤں اور پھر ربوہ میں واپسی ہو اور اس تقریب میں شمولیت ہو تو اس خیال سے اگر اس پر اطلاق ہو جائے تو کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔

آپ کو میں یہ رؤیا بتاتے ہوئے اس دُعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ کرے کہ یہ انذار کا پہلو یہاں تک ہی ٹل جائے اور جو دوسرا پہلو ہے واپسی کا اس کے آثار جلد جلد ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ایسی حالت میں لے کے جائے کہ کم سے کم تکلیف کی خبریں ملیں۔ اب کے بعد خدا کرے یعنی میں تو دُعا کے رنگ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر ہر چیز ناممکن بھی ہو تو دُعا کے ذریعے ممکن بن سکتی ہے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب کے بعد واپسی تک کوئی فوت نہ ہو۔ وفات کا جو سلسلہ ہے وہ تو جاری رہے گا۔ لیکن دُعا کرتے وقت یہ کہنے میں کیا حرج ہے کہ کوئی بھی نہ ہو۔ اس لحاظ سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ دُعا کریں کہ کم سے کم لوگ اگر فوت ہونا کسی کا مقدر بھی ہے تو کم سے کم لوگ اس عرصے میں وفات پائیں اور کم سے کم لوگوں کے متعلق پھر یہ دردناک مضمون صادق آئے کہ

تھا جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدۂ دیدار عام آیا تو کیا

(الفضل ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء)

## ایک غزل کا پس منظر

حضور نے غزل آپ کیلئے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے رؤیا کا ذکر کیا کہ "رؤیا جو پچھلے دنوں دیکھی جس کے نتیجہ میں میں نے ایک غزل کہی غزل تو جماعت تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن اس کا پس منظر نہیں پہنچا۔ اسلئے میں وہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ہم نے سوچا کہ دسمبر میں چونکہ ربوہ میں جلسہ نہیں ہو سکتا اسلئے کثرت کے ساتھ جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ جو رپورٹیں مل رہی ہیں بہت ہی بھرپور جلسے سارے پاکستان میں ہوئے ہیں۔ اور دوستوں کے بڑے اطمینان کے خط مل رہے ہیں کہ بڑی مدت کے بعد دل کی یہ خلش دور ہوئی اور جو اس جلسے میں لطف آیا ہے اگرچہ یہ سالانہ جلسہ نہیں تھا اور وہ ربوہ والی کیفیت نہیں تھی مگر چھوٹے پیمانے پر ہونے کے باوجود بہت ہی زیادہ ایمان افروز اور تسکین بخش تھا۔ چونکہ میں عموماً جلسے کے موقعہ پر کوئی نظم پیش کیا کرتا ہوں۔ میں نے ایک غزل بھجوائی تھی جس کا عنوان تھا "غزل آپ کیلئے" وہ عام دستور سے کچھ ہٹی ہوئی ہے اور شاید سننے والوں نے تعجب بھی کیا ہو مجھے یہ کیا سوجھی اس طرز پر غزل کہنے کی اور کیا مقصد ہے تو چونکہ ایک خواب کے نتیجے میں یہ کہی گئی تھی اسلئے وہ خواب آپ کو بتاتا ہوں۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی عزیز ہے وہ میرے لئے ایک مصرعہ پڑھتا ہے اور وہ مصرعہ خواب میں بالکل موزوں ہے یعنی باقاعدہ باوزن مصرعہ ہے لیکن اٹھنے کے بعد پورا یاد نہیں رہا۔ لیکن آخری حصہ اس کا یاد رہا جس کے مطابق پھر یہ غزل کہی گئی۔ مضمون اس کا یہ تھا کہ لوگ آج کل کے زمانے میں ابتلاء کے زمانے میں ایسے ایسے شعر لکھ کر آپ کو بھجواتے رہتے ہیں نظمیں کہتے رہتے ہیں تو اجازت ہو تو میں بھی کہوں اِک غزل آپ کیلئے۔

غزل آپ کیلئے' کے لفظ بعینہ وہی ہیں جو رؤیا میں دیکھے گئے تھے اور یہ کہوں میں یا کیا الفاظ تھے۔ اسکی تفصیل یاد نہیں رہی۔ چنانچہ اس 'آپ کیلئے' کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو میں نے غزل کہی اس کے پہلے چند اشعار اور آخری دراصل نعتیہ ہیں۔ وہ میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہے ہیں اور بیچ کے چند اشعار دوسرے مضامین کے بھی ہیں۔ لیکن یہ میں سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ وہ میں اپنے متعلق نہیں کہہ رہا۔

میں نے خود اپنے متعلق تو وہ غزل نہیں کہنی تھی۔ اگرچہ کسی اور کے خیال سے بعض دفعہ انسان اپنے متعلق بھی ایک آدھ شعر کہہ لیتا ہے کسی کی زبان میں کہ گویا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے یہ پیغام دو۔ ایسے بھی ایک دو شعر اس میں ہیں لیکن دراصل اس کے اکثر شعر نعتیہ ہیں پہلے چند اور آخری خصوصیت کے ساتھ۔ تو یہ اس کا پس منظر ہے جو امید ہے معلوم ہونے کے بعد اس غزل کی طرز بھی سمجھ آجائے گی کہ کیا طرز ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء صفحہ ۵)

## فرنچ سپیکنگ ممالک میں جماعت کی ترقی

حضور نے فرمایا ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے۔ کسی وقت اس ملک کا نام مالی تھا۔ مالی اور سینیگال کی متحدہ حکومت بیحد امیر تھی۔ پھر مالی الگ ہو گیا تو اس کی اہمیت کچھ نہ رہی۔ متحدہ ممالک کی صورت میں ٹمبکٹو ان کا دارالحکومت تھا اب سینیگال بہت اہمیت کا ملک ہے۔

حضور نے جلسہ سالانہ ۹۶ء پر فرمایا۔ ایک رات ساری رات مسلسل میرے منہ پر ڈاکار ڈاکار کا لفظ جاری ہوا۔ یہ ایک حیرت انگیز بات تھی صبح اُٹھ کر پتہ کروایا تو پتہ چلا کہ ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے چنانچہ ڈاکار کی طرف توجہ دی گئی۔ اس وقت وہاں پر احمدیوں کی تعداد صرف ۵ ہزار ۲۳۰ تھی اس کے بعد تین سالوں میں سینیگال میں تین لاکھ گیارہ ہزار احمدیوں کا اضافہ ہوا۔ اس وقت اس جلسہ میں ۵ احمدی ارکان پارلیمنٹ بھی موجود ہیں جن میں ایک ڈپٹی سپیکر ہیں۔ حضور نے ڈپٹی سپیکر صاحب کو بلایا جنہوں نے فرانسیسی زبان میں تقریر کی اور کہا کہ گزشتہ سال سینیگال میں صرف چار ممبران پارلیمنٹ احمدی تھے آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۸ ممبران پارلیمنٹ احمدی ہیں جن کے پاس اعلیٰ عہدے بھی ہیں۔ اسمبلی میں سیکرٹریز ہیں آٹھ ممبران پارلیمنٹ کے اسمبلی بار میں دفاتر ہیں۔ ڈپٹی سپیکر نے اظہار فرمایا ہماری خواہش ہے کہ حضور ہمارے پاس تشریف لاویں اور سینیگال احمدی ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ جو خبریں عطا کرتا ہے ان کو پورا کرنے کے شواہد بھی خود مہیا فرما دیتا ہے۔ تین سال قبل فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدیت پھیلنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا کے ذریعہ خبر دی تھی۔ اس رؤیا سے پہلے چار سالوں میں ان علاقوں میں صرف ۵۳ ہزار ۷۶ ۴ افراد احمدی ہوئے تھے۔ اس رؤیا کے اگلے سال (۱۹۹۴ء میں) یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ۶۲ ہزار ۷ ۲۲ ہو گئی اور پھر اس سے اگلے سال (۱۹۹۵ء میں) تعداد مزید بڑھ کر تین لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳ ہو گئی۔ اور اب سال ۱۹۹۶ء میں اس تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور اس سال فرانسیسی بولنے والے ممالک میں احمدی ہونے والوں کی تعداد سات لاکھ ۳۵ ہزار ۱۳۸ افراد ہے گویا اس رؤیا کے بعد سے اب تک ۱۳ لاکھ چار ہزار ۱۹۸ بیعتیں فرانسیسی زبان بولنے والے علاقوں (جنکو فرینکو فون کہا جاتا ہے) میں ہو چکی ہیں۔

(الفضل انٹر نیشنل ۲۳ر اگست ۱۹۹۶ء صفحہ ۲)

۱۹۹۸ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے فرمایا۔ پانچ سال قبل میں نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا۔ جس میں ذکر تھا کہ فرنچ بولنے والے علاقوں میں کثرت سے احمدیت پھیلے گی۔ چنانچہ ۱۹۹۳ء کے بعد سے ان علاقوں میں ۷۰ لاکھ ۵۰ ہزار ۱۵۱۱ افراد احمدی ہو چکے ہیں۔ الفضل ربوہ ۱۱ر اگست ۹۸

باقی

# جلسہ سالانہ قادیان

**۱۳ر ۱۴ر ۱۵ر نومبر ۱۹۹۹ء کو ہوگا**

احباب جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال رمضان المبارک کے پیش نظر 108ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 13-14-15 نبوت -1378ہش (13-14-15 نومبر 1999) بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دار الامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

# حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد - مؤرخ احمدیت)

## پاکستان کے سیاسی قائدین

اداریہ رسالہ "حکایت" لاہور جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۲:-

"وہی علماء جو پاکستان کو کفرستان اور قائداعظم کو کافراعظم کہا کرتے تھے آج پاکستان کے سیاسی قائدین بنے ہوئے ہیں اور ان کے دلوں میں صرف اقتدار ہے، انہوں نے وزارتیں بھی لیں اور کچھ اور عہدے بھی حاصل کئے اور پاکستان کو اس طرح کھایا جس طرح مردار کو گدھ کھا جاتے ہیں"۔

## نظام مصطفیٰ کا مطالبہ ایک سیاسی حربہ

"نظام مصطفیٰ" کیا ہے اس کا جواب مدیر اعلیٰ "حکایت" کے قلم سے ملاحظہ ہو:

"شرعی نظامِ حکومت کے نفاذ اور قیام کا مطالبہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی پاکستان کی عمر لیکن یہ مطالبہ کسی بھی دور میں پورا نہ کیا گیا۔ حد یہ کہ جنرل ضیاء الحق اسلام کے نفاذ کا نعرہ لے کر آئے اور نظام مصطفیٰ کے علمبردار بنے اور پھر انہوں نے قوم کے ساتھ یہ بھونڈا مذاق کیا کہ ریفرنڈم کروایا کہ نظام مصطفیٰ چاہتے ہو یا نہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو جنرل ضیاء ملک کے صدر رہیں گے۔ اس مذاق کے ذریعے جرنیل صدر تو بنے رہے لیکن نظام مصطفیٰ ایک مطالبہ، ایک نعرہ اور ایک سیاسی حربہ ہی بنا رہا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ جرنیل صاحب کی دلچسپی اسلام کے ساتھ تھی ہی نہیں اور جن کی پشت پناہی میں "مرحوم" نے اپنے آپ کو ملک وملت پر مسلط کرر کھا تھا وہ پاکستان میں سیکولر (لادین) نظام حکومت چاہتے تھے۔ (حکایت مئی ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۷، ۱۸)

## "مجدد اعظم" کے تجدیدی عقائد

ڈاکٹر اسرار احمد "صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریکِ خلافت پاکستان" کا ایک "دینی شہ پارہ":-

"اب آپ.... جامع مجدد تلاش نہ کیجئے... چودھویں صدی کے مجدد اعظم شیخ الہند مولانا محمود حسن جدید تعلیم یافتہ نہیں تھے، وہ نہیں جانتے تھے کہ مغربی فلسفہ کیا ہے... پس اب تو جزوی قسم ہی کے لوگوں کو سینے سے لگانا ہوگا"۔ (ماہنامہ حکمت قرآن، جولائی ۱۹۹۸ء صفحہ ۴)

حق یہ ہے کہ "مجدد اعظم" صاحب جدید علوم سے ہی بے بہرہ نہیں تھے الٰہیات اور روح اسلام سے بھی محض نا آشنا تھے اور اس کا واضح ثبوت ان کی کتاب "الجہد المقل" حصہ اوّل ہے جس میں ان کے تجدیدی عقائد کا تذکرہ ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ معاذ اللہ جھوٹ خدا کی صفات فعلیہ میں داخل ہے۔ واقعہ غیر واقعی قدرت باری میں داخل ہے۔ افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "دیوبندی مذہب" از غلام مہر علی گولڑوی صفحہ ۹۱، ۹۲ ناشر کتب خانہ مہریہ چشتیاں ضلع بہاولنگر)

## حکم عدل کا فیصلہ

دور آخر کے آسمانی حکم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائے عزّوجل عزّاسمہ کی صفت قدیر کی حقیقت افروز تفسیر کرتے ہوئے محمود حسن اور ان کے ہم خیال ملّاؤں مثلاً رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے نظریات پر زبردست تنقید کی اور فرمایا:

"یاد رکھو اللہ تعالیٰ بے شک قادر ہے مگر وہ اپنے تقدس اور ان صفات کے خلاف نہیں کرتا جو قدیم سے الہامی کتاب میں بیان کی جارہی ہیں۔ گویا ان کے خلاف اس کی توجہ ہوتی ہی نہیں۔ وہ ذات پاک اپنے مواعید کے خلاف کبھی نہیں کرتا اور نہ اس طرف وہ متوجہ ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۶۶)

نیز فرمایا:

"بے شک خدا تعالیٰ قادر ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے یا ایسے افعال بھی اس سے صادر ہوتے ہیں جو اس کی صفات کاملہ اور اس کی قدوسیت کے خلاف ہوں.....

قادر سمجھ کر خدا تعالیٰ کیلئے ایسے امور تجویز کر لینا جو اس کی صفاتِ کاملہ کے منافی ہوں اللہ تعالیٰ کی سخت ہتک اور توہین ہے۔ اور اس سے ڈرنا چاہئے۔ یہ محل ادب ہے"۔ (ملفوظات جلد ۸ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۱۸)

## چند مشرکانہ اشعار

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" ۲۵ ر ستمبر ۱۹۹۸ء میں شائع شدہ ایک مضمون کا اقتباس:

"ایک مرتبہ حضرت سید پیر بدیع الدین راشد پیر آف جھنڈا سندھ والے ہمارے ضلع اوکاڑہ میں میلاد کے روز ایک دوست کے ہاں چوبارہ پر تشریف فرما تھے تو ایک جلوس میلاد میں مولوی صاحبان لڈی اور بھنگڑا ڈالتے ہوئے گزرے تو انہوں نے کہا آج تک یہ سنتے آئے تھے کہ کنجریاں ناچتی اور کنجر ناچتے اور بھنگڑا لڈی ڈالتے ہیں آج پہلی دفعہ مولوی ناچتے دیکھے ہیں"۔

"اس طرح کے جشن میں (عموماً بلکہ) اکثر و بیشتر ایسے اشعار اور قصیدے گائے جاتے ہیں جو شرکیہ الفاظ اور ایسے باغیانہ اطراء پر مشتمل ہوتے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا... مثلاً ہمارے ملک پاکستان میں اس طرح کے اشعار گائے جاتے ہیں:-

خدا کا پکڑا چھڑا لے محمد  محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

.... مسلمان غالی ایسے شعر بھی پڑھتے ہیں:

شریعت کا ڈر ہے ورنہ صاف کہہ دوں  حبیب خدا خود خدا بن کے آیا

احد، احمد وچ فرق نہ کوئی  اِکو فرق میم مروڑی دا"

# اسلام - عالمگیر امن وسلامتی کا ضامن

(شبیر احمد ڈار کشمیر)

جس زمانے میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صاحب ﷺ مبعوث ہوئے۔ اُس وقت انسانیت سوز اور اخلاق سوز اقدامات کی پیروی کی جارہی تھی۔ اور اُس دور میں جہالت، گمراہی، انسانی حقوق کی پامالی، ظلم اور بربریت انتہائی حدوں کو چھو رہی تھی۔ اُن تمام طوائف الملوکی کا آپ ﷺ نے صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ اور ایک ذہنی، فکری اور علمی انقلاب برپا کیا۔ اور انسانیت کے زرّیں اصول وضع فرمائے۔ تہذیب وتمدن اور معاشرت کی اعلیٰ قدروں کو قائم کیا۔ اور انسان کے فطری تقاضوں کو پورا کیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہادی برحق ﷺ نے دُنیا کے سب سے زیادہ جاہل اور پسماندہ قوم کو علمی، ادبی، روحانی اور سیاسی لحاظ سے ایک عظیم شائستہ، مہذب اور بالغ نظر قوم بنایا اور عرب صرف چند سال کی قلیل مدت میں نہ صرف دینی اور اخلاقی اعتبار سے بلکہ سیاسی حیثیت سے بھی دُنیا کا سب سے بڑا صدر مقام بن گیا۔ اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں خُدا پرستی، حقوق شناسی، محبت واخوت، رواداری، باہمی مساوات اور ہمدردی کے اوصاف وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آپؐ نے ایک ہمہ گیر اور عالم گیر امن وسلامتی کی Policy مرتب کی۔ جس میں ہر شخص کو اپنی رائے اور ضمیر کی مکمل خود مختاری کے ساتھ فیصلہ صادر کرنے کا موقع ہی نہیں بلکہ حق دیا گیا۔ اس طرح معمار ملت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دُنیائے انسانیت کی بقاء کیلئے ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔

روس کی لادینی تحریک اشتراکیت اور امریکہ کی جمہوریت امن عالم کی کفیل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ ایک ڈھونگ ہے امن عالم کیلئے اسلام ہی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ اسلام کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے جس پر کوئی اپنی دھونس جما سکے۔ جس طرح اسلامی مملکت پاکستان نے "جماعت احمدیہ" کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اور ادھر جمہوریت کا دعویدار ہندوستان اپنے ہی اقلیتی فرقے یعنی ملسمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کو پامال کر رہا ہے۔ اُن کے مذہبی عبادت گاہوں کو بُت خانوں میں تبدیل کر رہا ہے۔ اسلام کو کسی فرد، قوم، قبیلہ، پارٹی یا نسل وطن کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ہمہ گیر دین ہے۔ جو بلا تفریق ملک وملت، رنگ ونسل اور امیر وغریب ہر ایک کو برابر کا حق دیتا ہے۔

آج تک دنیا میں جتنے بھی انقلاب برپا ہوئے اُن سب میں سے زیادہ پُر اثر وہ انقلاب ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے اُن ریگزاروں میں برپا ہوا۔ جس نے ایک طرف دنیا کی ساری جغرافیائی حالت بدل ڈالی۔ تو دوسری طرف جہالت وظلمت کے اندھیروں کو مٹا دیا اور ایک ایسا نور پیدا کیا جس کی روشنی میں قیامت تک انسانیت منزل تلاش کرتی رہے گی۔ اُسی انقلاب نے انسان کو حیوانات کی سطح سے اُٹھا کر اشرف المخلوقات بنا دیا۔ اور اُسی انقلاب نے اس انسانیت کو ایک نئی زندگی دی۔ جس کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو رہا تھا۔ اور ایک ایسا نظام رائج کیا۔ جس نے محمود وایاز کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے قومیت اور رنگ ونسل کے امتیاز کو مٹا کر اسلام جیسی بین الاقوامی برادری کی بنیاد ڈال دی۔

آج مادّی تہذیبوں اور وقتی عوامل کے تحت اُبھرنے والے انسانی فلسفوں سے مایوسی عام ہے۔ اشتراکی فلسفہ تقریباً ۷۶ سال تک اشتراکیت کی تجربہ گاہ میں زیر آزمائش رہنے کے بعد ناکام ہو چکا ہے۔ مادہ پرستی لذت کوشی، وجودیت اور آمریت جیسی تحریکیں دم توڑ رہی ہیں۔ سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام بہت حد تک مسترد ہو چکا ہے۔ اس طرح سیکولرازم یعنی جمہوریت اور دوسرے نظریات ایک لمبا سفر طے کرنے اور تجربوں کے مختلف منزلوں سے گذرتے ہوئے زبان حال سے اپنی پسپائی کا اعلان کر رہے ہیں بلکہ اپنی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ ان تمام تحریکات، نظریات اور انسانی فلسفوں کے ناکام ہو جانے کے بعد اسلامی نظام کا رائج ہونا ایک فطری تقاضا ہے نیز لازمی بھی ہے۔ اس طرح آج پوری دنیا بڑی بے چینی سے اسلامی نفاذ شریعت کی منتظر ہے۔

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

# ظفر الاسلام صاحب ظفر سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلور (کرناٹک) کے نام کھلا خط

از- مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بانی جماعتِ احمدیہ کے خلاف مولانا شعیب اللہ صاحب مفتاحی کے گمراہ کن مضامین جو 1997ء میں بنگلور کے اخبارات سالار اور پاسبان میں شائع ہوئے تھے۔ان کے محققانہ جواب بنگلور کے ایک احمدی دوست محمد عظمت اللہ قریشی صاحب نے لکھ کر ان اخبارات کو بھجوائے تھے لیکن ان اخبارات نے ان کو شائع نہیں کیا۔ یہ مضامین قادیان سے کتابی صورت میں شائع کروا کے بنگلور میں بھی تقسیم کروائے گئے جن سے برانگیختہ ہو کر شعیب اللہ مفتاحی صاحب نے دعوت مباہلہ کے ضمن میں اخبار" پاسبان" کی اشاعت مورخہ 20.4.99 کو ایک مضمون شائع کروایا ہے۔جس کا جواب انہیں دیا جارہا ہے اور اس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بھی ارسال ہے۔

آپ نے اس کی تائید میں اخبار سالار کی اشاعت 25.4.99 میں ایک مضمون شائع کروایا ہے کہ "قادیانیوں کے ساتھ مباہلہ ہی کیوں؟ مناظرہ کیوں نہیں؟" جس میں آپ نے مولانا مفتاحی صاحب کو شاباشی و خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے دعوت مباہلہ پر تبصرہ فرمایا ہے اور بالآخر جماعت احمدیہ کو مناظرہ کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں" آئیں دعوت مباہلہ قبول کریں اور اپنے مخصوص چینل M.T.A سے پوری دنیا میں اس مناظرے کی کارروائی کو براہ راست ٹیلی کاسٹ کریں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے"۔

ماشاء اللہ کیا عمدہ تجویز ہے M.T.A پر تو جو نشر ہوگا سو ہوگا ہی پہلے اول المخاطبین اہل بنگلور کو حقیقت سے روشناس کرنے کیلئے آپ کے مضامین کو شائع کرنے والے اخبار سالار کو تو رضامند کرلیں تاکہ یہ جو تحریری مناظرہ ہو تو فریقین کے مضامین وہ اپنی اشاعتوں میں شائع کرتا رہے ایک طرف آپ مناظرہ کا چیلنج دیتے ہیں اور دوسری طرف مناظرہ کی تمام شرائط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے یکطرفہ عنوان بھی منتخب فرما چکے ہیں کہ مناظرہ " صدق وکذب مرزا غلام احمد قادیانی" پر ہوگا۔اس کا حق آپ کو کیسے حاصل ہوگیا۔معاف کرنا گالیوں اور لڑائی جھگڑے کا مناظرہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ مسیح موعود کے صدق وکذب کا مسئلہ تو تب آئے گا جب آپ پہلے یہ اعلان شائع فرمائیں کہ ہم پر اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہے لہذا آئیے جس مسیح کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہے اُس کی شخصیت کی تعین کے بارہ بحث کرلیں۔

جب تک آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔اُس وقت تک بانیٔ جماعت احمدیہ کے صدق وکذب پر بات کرنے کا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔

لہٰذا سب سے پہلے وفات وحیات مسیح از روئے قرآن وحدیث کے موضوع پر تحریری مناظرہ ہو گا۔ لے آئیں اپنے شہسواروں کو اور تیار کریں اپنے اخبارات سالار اور پاسبان کو تاکہ ادھر سے مضمون لکھا جائے اور اُدھر سے جواب آئے۔ادھر سے جواب جائے اور اُدھر سے جواب الجواب آئے اور ساتھ کے ساتھ یہ مضامین ان اخبارات میں شائع ہوتے رہیں۔ اور اہل بنگلور قرآنی سچائی سے روشناس ہو جائیں خدا آپ کو اس کی توفیق دے۔

لیکن ہم آپ کو بتا دیتے ہیں آپ کبھی بھی اس موضوع پر تحریری مناظرہ کیلئے تیار نہیں ہوں گے کیونکہ آپ کے بزرگوں نے آپ کو نصیحت کر رکھی ہے کہ خبردار قادیانیوں سے کبھی حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر مناظرہ کی بات نہ کرنا جس طرح بھی ممکن ہو اُن کو "صدق و کذب مرزا" کے موضوع پر لے آنا اور خاص طور پر سیرت مرزا کے موضوع پر بحث شروع کر کے گالیوں کی بوچھاڑ اور اشتعال انگیزی شروع کر دینا۔ اس طرح تمہاری فتح ہو سکتی ہے۔

ورنہ اگر دلائل کے میدان میں آپ مناظرہ کرنے کے خواہشمند ہیں تو آئیے قرآن کریم کی ایک آیت اور ایک حدیث کے بارہ میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کا انعامی چیلنج ایک سو سال سے آپ کا منتظر ہے پہلے یہ انعام حاصل کرلیں تاکہ پھر تحریری مناظرہ کی بات کو اُصولوں کے مطابق آگے بڑھا سکیں۔

ا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ذکر میں قرآن کریم کی سورۃ آل عمران آیت 48 میں مُتَوَفِّیکَ کے معنے ہیں" میں تجھے وفات دینے والا ہوں" غیر احمدی علماء نے اس کے معنے یہ کر دیئے ہیں [میں تجھے پورا پورا اُٹھا لینے والا ہوں] حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں یہ انعامی چیلنج دے رکھا ہے

## توفی کا معنی قبضِ رُوح اور وفات

## ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ سے یا اشعار و قصائد، نظم ونثر قدیم وجدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض رُوح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ‘ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰۳)

۲- بعض کا یہ خیال ہے کہ قرآن میں وفات مسیح کا صراحتاً ذکر نہیں ہے لیکن حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی کتاب کتاب البریۃ میں 20 ہزار روپے کا یہ انعامی چیلنج دے رکھا ہے کہ

## صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے جانے کا ذکر ہو

## 20 ہزار روپے کا انعامی چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "کتاب البریہ" میں فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے۔اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کرلیں۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

یہ تو سو سال پہلے کے انعامی چیلنج ہیں جو آج تک آپ کا انتظار کر رہے ہیں اس کے علاوہ ایک کروڑ روپے کی بھاری رقم کا انعامی چیلنج بھی چند سال قبل 1994 میں حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اُن تمام مسلمانوں کو دے رکھا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسم عنصری زندہ آسمان پر تسلیم کرتے اور اس زمانے میں اُن کے نازل ہونے کے انتظار میں ہیں آپ فرماتے ہیں۔

## ہر مولوی جو دنیا کے پردے پر جہاں کہیں بھی ہو اگر صدی سے قبل مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اُتار دے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر ایسے مولوی کو

## ایک کروڑ روپیہ دوں گا

جلسہ سالانہ قادیان 1994 کے اختتامی خطاب میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے تمام دنیا کے مولوی صاحبان کو مخاطب کرکے فرمایا:-

"اُمت محمدیہ کے مسائل کا اصل حل تو مسیح کے نازل ہونے میں ہے اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عالمی غلبہ نصیب ہوگا۔اس صدی کے گزرنے میں چند سال باقی ہیں (اور اب تو صرف ایک سال باقی رہ گیا ہے۔ناقل) تم سب مل کر اگر کسی طرح مسیح کو آسمان سے اُتار دو تو تم میں سے ہر ایک کو ایک کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

ہر مولوی دنیا کے پردے پر جہاں کہیں ہو۔ ہندوستان کا تو خاص طور پر پیش نظر ہے جو چاہے کرکے مسیح کو اُتار دے۔ پھر خیال آیا کہ مسیح تو بہت پاک وجود ہے اُسے کہاں اُتار سکتے ہیں دجال کے گدھے کو ہی پیدا کردے اگر صدی کے ختم ہونے سے پہلے دجال کا گدھا ہی بنا کے دکھا دو جس کے آئے بغیر مسیح نے نہیں آنا تو پھر بھی ایک ایک کروڑ روپیہ ہر مولوی کو ملے گا۔۔۔ جماعت احمدیہ کے خزانے ختم نہیں ہوں گے اور تمہیں کروڑ کروڑ کی تھیلیاں عطا کرتے جائیں گے مگر تمہارے نصیب میں آسمان سے ایک کوڑی کا بھی فیض نہیں ہے"۔

تحفظ ختم نبوت کے علماء کے ساتھ مشورہ کرکے پہلے آپ یہ نقد انعامات حاصل کرنے کی طرف توجہ فرمائیں اور پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات کے موضوع پر تحریری مناظرہ کرنا چاہیں تو اخبار سالار اور پاسبان کے ایڈیٹر صاحبان کی تحریری یقین دہانی کہ ہم مناظرہ کے تحریری پرچوں کو من و عن شائع کرنے کا عہد کرتے ہیں بھجوا دیں تاکہ اس نیک کام کو جلد سے جلد انجام تک پہنچا کر امت مسلمہ کی گمراہی کو دور کرنے میں ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرسکیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی سامنے رکھیں۔

## یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور

(باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں)

## مولانا شعیب اللہ مفتاحی صاحب مہتمم مدرسہ مسیح العلوم بنگلور کے نام کھلا خط

﴿از - مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنگلور (کرناٹک) کے دو روزناموں سالار اور پاسبان نے صحافت کے تمام اُصولوں اور قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف محض یکطرفہ مضامین شائع کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

چنانچہ 1997ء میں حضرت بانی جماعتِ احمدیہ کے خلاف مفتاحی صاحب کے مضامین ان اخبارات میں شائع ہوتے رہے اور جب بنگلور کے ایک احمدی دوست محمد عظمت اللہ قریشی صاحب نے ان مضامین کا جواب لکھ کر ایڈیٹر صاحب اخبار سالار کو بھجوایا تو اس کو شائع نہیں کیا۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم نے اخبار بدر میں ان مضامین کو شائع کیا اور پھر کتابی صورت میں بھی شائع کر دیا۔ اور مفتاحی صاحب کو بھجوایا گیا تو اس کے جواب میں "قادیانی چیلنج مباہلہ کا جواب" کے عنوان سے اخبار پاسبان کی اشاعت مورخہ 20.4.99 میں ایک مضمون شائع کروایا ہے۔ جس میں موصوف نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کے ضمن میں پاکستان کے ایک مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کا ذکر کیا ہے کہ وہ بھی مرزا طاہر احمد صاحب کو مباہلہ کے جواب میں پاکستان بلاتے رہے اور پھر ہائیڈ پارک لنڈن میں بھی روبرو مقابلہ کیلئے بلاتے رہے لیکن مرزا طاہر احمد مقابل پر نہیں آئے۔ شاید مفتاحی صاحب کو مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کے تماشوں کا پوری طرح علم نہیں ہے یا محض تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ ورنہ ان کی مثال نہ دیتے۔ یہ وہی مولانا ہیں جنہوں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر مبلغ ختم نبوت مولانا اسلم قریشی جن کو امام جماعت احمدیہ نے اغواء کر کے قتل کروادیا ہے بازیاب ہو جائے تو بر سر عام مجھے پھانسی دے دی جائے۔ چنانچہ روزنامہ ملت لنڈن کی اشاعت مورخہ 6.3.89 میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ

"پنجاب اسمبلی میں بحث کے دوران خواجہ یوسف نے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کے موقع پر کہا تھا کہ وہ بازیاب ہو ئے تو میں پھانسی چڑھ جاؤں گا"۔

پھر جب گمشدگی کے پانچ سال بعد اسلم قریشی صاحب اچانک نمودار ہوئے اور پاکستان ٹیلیویژن پر پیش ہو کر اعلان کیا کہ کسی نے مجھے اغواء نہیں کیا تھا بلکہ میں اپنے گھریلو حالات سے مجبور ہو کر ایران چلا گیا تھا۔ تب سے اب تک مولانا منظور چنیوٹی صاحب کو نہ تختہ دار پر حاضر ہونے کی جرأت ہوتی ہے اور نہ ہی چلو بھر پانی نصیب ہوتا ہے۔ جبکہ بعض ممبران اسمبلی بھی ان کو شرم دلا چکے ہیں چنانچہ پنجاب اسمبلی میں ہی منظور چنیوٹی صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی کہ مرزا طاہر احمد نے ایک من گھڑت خبر کو بنیاد بنا کر اپنے خطبہ میں 15 ستمبر 1989ء سے قبل میرے قتل کی پیشگوئی کی ہے تو ایک ممبر اسمبلی نے مولانا کے جھوٹا ہونے کے استدلال میں برجستہ یہ بیان دیا کہ یہ شخص اتنا جھوٹا ہے کہ یہ کہتا تھا کہ اسلم قریشی کو مرزا طاہر احمد نے قتل کروایا اور اگر وہ زندہ ثابت ہو جائے تو بر سر عام میں پھانسی چڑھ جاؤں گا۔ لیکن اسلم قریشی کی بازیابی کے باوجود یہ شخص ابھی تک ہمارے سامنے زندہ بیٹھا ہے۔

ہاں یہ وہی مولانا ہیں جنہوں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ "اگلے سال پندرہ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی"

(اخبار جنگ لندن 30 اکتوبر 1988)

جب حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے اس پیشگوئی کا تعاقب فرمایا اور اعلان فرمایا کہ ستمبر 1989ء بھی آئے گا اور منظور چنیوٹی صاحب دیکھیں گے کہ جماعت احمدیہ نئی شان کے ساتھ ساری دُنیا میں اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے تو اپنے سابقہ اعلان پر شرمندہ ہو کر یہ ترمیم کی کہ میں نے مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کہی تھی ساری جماعت احمدیہ کی نہیں۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لاہور 30 جنوری 1989ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:۔

"منظور احمد چنیوٹی نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے **15** ستمبر **1989**ء تک صرف مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری جماعت احمدیہ کی نہیں"۔

اب آپ دیکھ لیں دس سال پورے ہو رہے ہیں اس اعلان پر اللہ کے فضل سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بھی زندہ ہیں اور ان کی قیادت میں جماعت احمدیہ ساری دنیا کے 164 ممالک میں زندہ اور زندہ تر ہو چکی ہے۔ اب تو آپ علیٰ وجہ البصیرت منظور چنیوٹی صاحب کے جھوٹا ہونے کی گواہی دے سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے آپ نے انہی مولانا صاحب کی تقلید کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کو قبول کرنے کا ڈھونگ رچاتے ہوئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بنگلور آنے کی دعوت دی ہے۔

اہل بنگلور کو شاید یاد نہ ہو گیارہ سال قبل 1988 میں بھی آپ نے ایسی ہی سستی شہرت کو حاصل کرنے کے شوق میں بنگلور کے اخبار "عروج ہند" کو استعمال کیا تھا اور مختلف رنگ میں مباہلہ کے چیلنج کا استہزاء کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "ایڈیٹر بدر نے احقر کو مباہلہ قبول کرنے کی دعوت دی ہے ہمیں مباہلہ قبول ہے مگر قادیانی حضرات یہ تو فرمائیں کہ ہمارے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے"

اور یہ وہی اپنے اسلاف عبد الحق صاحب غزنوی اور ثناء اللہ صاحب امر تسری وغیرہم کا طریق ہے جو آپ نے اپنایا ہوا ہے کہ

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

مکرم ایڈیٹر صاحب بدر نے آپ کے لیت و لعل پر مشتمل مضامین کا اخبار بدر کی چار اشاعتوں **26.1.89, 19.1.89,** **20.10.89** اور **2.2.89** میں تعاقب کیا تھا اور آپ کو مشورہ دیا تھا کہ لیت و لعل کرنے کی بجائے اس دعوت مباہلہ میں دی گئی شرائط کے مطابق صاف طور پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دُعا کے اقرار کے ساتھ اپنے دستخط ثبت فرما کر مباہلہ کا چیلنج شائع کروائیں اس کے بعد آپ نے چپ سادھ لی تھی۔ اور اب پھر اخبار سالار کے سہارے اُبھرے ہیں۔

جب تک ایسے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کی شفقت آپ کو حاصل ہے آپ کو قوم کے سامنے

(باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں)

## مولانا قاری امداد اللہ صاحب انجم استاذ دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور کے نام کھلا خط

﴿از - مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان﴾

ظفر الاسلام صاحب ظفر سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت کرناٹک کے مضمون بعنوان "قادیانیوں کے ساتھ مباہلہ ہی کیوں؟ مناظرہ بھی کیوں نہیں؟" کے پہلو میں آپ کا بھی ایک مختصر مضمون "مباہلہ اور ختم نبوت" کے عنوان سے اخبار سالار کی اشاعت مورخہ ۹۹-۴-۲۵ کے ص ۳ پر شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے کہ:

"ہند و پاک کے علاوہ حجاز و مصر، ایران وعراق، ملایا و ترکی وغیرہ تقریباً ساری دنیا کی اسلامی حکومتیں اور ان کے علماء و قضاۃ۔ وفقہاء و مفتیان نے ختم نبوت کو ثابت وراسخ کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دیدیا ہے چنانچہ دنیائے اسلام کا ہر بزرگ وجوان اس عقیدے اور فیصلے پر قادم وعازم ہے تو ان لوگوں سے کیا مباہلہ کیا جائے کیا مناظرہ؟

کیا اچھا ہوتا اگر آپ یہ مشورہ تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری ظفر الاسلام صاحب اور مولانا شعیب اللہ مفتاحی صاحب کو پہلے ہی دیدیتے۔ لیکن شاید آپ نے سوچا ہوگا کہ انہیں سستی شہرت مل رہی ہے مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے۔ لیکن کم از کم اس کے ساتھ یہ بھی وضاحت فرما دیتے کہ اُمتِ مسلمہ میں یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عین پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا ہے۔ جس میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ کلھم فی النار الا واحدہ۔ چنانچہ اسکے مطابق ۷۲ فرقے ایک طرف ہوئے اور ۷۳ واں احمدی فرقہ ایک طرف ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَتِلْكَ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ فِرقَةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ وَالفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ أَهلُ السُّنَّةِ الْبَيْضَاءِ الْمُحَمَّدِيَّةِ والطَّرِيْقَةِ النَّقِيَّةِ الْاَحْمَدِيَّةِ (شرح مشکوۃ صفحہ ۳۴۸)

یعنی یہ ۷۲ فرقے سب کے سب دوزخی ہونگے اور نجات یافتہ فرقہ وہ ہو گا جو محمدی سنّت اور مقدس احمدی راستہ پر ہو گا۔ اس سے مسلمان بھائیوں کو ناجی فرقہ کی پہچان کی سہولت ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اِس راہنمائی کی جزا عطا فرماتا۔

آگے آپ فرماتے ہیں ان سے مباہلہ مناظرہ تو کیا کرنا ہے ان سے تو جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ (جس طرح پاکستان میں جہاد کے نام پر جنگل کا قانون رائج ہے) لیکن پھر نہایت حسرت سے تحریر فرماتے ہیں:

"مگر اس جمہوری نظام میں اعلان جہاد میں الجھنیں ہیں"

لیکن اس کے باوجود مختلف مواقع پر داؤ لگایا جاتا ہے اور "جہاد" کی حسرت پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ چند سال قبل یومِ تبلیغ کے موقع پر بنگلور کے احمدیوں کا سکوٹر جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور لٹریچر تقسیم کرنے والوں کو پکڑ کر زدو کوب کیا گیا۔

بہر حال آخر میں آپ نے عمدہ نصیحت فرمائی ہے کہ اب علماء کو ختم نبوت کی نسبت از سر نو لائحہ عمل مرتب کر کے امّت کے ہر فرد کو متحرک کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ متحرک کرنا ذہنی اور علمی لحاظ سے ہے یا جسمانی لحاظ سے یہ بھی وضاحت طلب ہے۔

آخر میں ہم آپ سے صرف اس قدر تعاون چاہتے ہیں کہ اگر آپ کا ایڈیٹر صاحبان سالار و پاسبان پر کچھ زور چل سکتا ہے تو للہ انہیں تیار کریں کہ وہ صحافت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے احمدیوں کے مؤقف کی اشاعت کیلئے بھی جرأت دکھائیں۔

## قرار داد تعزیت

# بروفات محترم مرزا غلام قادر صاحب شہید

### منجانب جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی المناک اور اندوہناک شہادت کی خبر جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کیلئے دلی کرب اور شدید صدمہ کا موجب ہوئی۔ اسلامی تعلیم کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں اور اس موقع پر ہمارے جذبات کے بہترین اظہار کے طور پر ہماری زبانوں پر وہی کلمات ہیں جو ایک مومن کا شعار ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کے ایک نہایت قابل اور درخشندہ چشم و چراغ تھے۔ آپ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کے پوتے اور محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ کے بیٹے تھے۔ علاوہ ازیں آپ مکرم محترم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم اور محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ (ہمشیرہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے داماد تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص نے آپ کے وجود میں جماعت کے عظیم بزرگوں سے قرابت داری کا تعلق جمع کر دیا تھا جو اپنی ذات میں ایک نمایاں امتیاز اور سعادت ہے۔

علاوہ ازیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی اعلیٰ صفات سے متصف فرمایا تھا۔ آپ ایک خاموش طبع، محنتی اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ اعلیٰ درجہ کی علمی لیاقتوں کے باوجود طبیعت میں حد درجہ انکسار پایا جاتا تھا۔ ان کی عاجزانہ اور بے ریا طرز زندگی دیکھ کر کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ شخص کتنا عظیم اور لائق انسان ہے۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد امریکہ میں کمپیوٹر سائنس کی اعلیٰ ترین تعلیم اور تربیت حاصل کی اور پھر اپنے آپ کو جماعتی خدمات کیلئے وقف کر دیا۔ آپ نے وقف زندگی کے مقدس عہد کو بڑی عظمت اور وفا کے ساتھ زندگی کے آخری لمحہ تک پورا کیا۔ وقف کی یہی روح ہمیشہ آپ کی یاد کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔ آپ نے مرکز سلسلہ ربوہ میں جماعت کا کمپیوٹر نظام قائم فرمایا اور اس کی موجودہ ترقی یافتہ صورت آپ کی انتھک محنت اور دلی لگن کا ثمرہ ہے۔ اس سارے نظام کا سہرا آپ کے سر ہے۔

ایسے قابل اور بے لوث خدمت کرنے والے مثالی واقف زندگی وجود کی مفارقت پر ہمارے دل محزون ہیں لیکن آپ کی شہادت پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اپریل ۹۹ء میں آپ کا جس قابل رشک انداز میں ذکر فرمایا وہ تذکرہ ایسا ہے جس نے آپ کو تاریخ احمدیت میں ایک ممتاز مقام اور لازوال ابدی روحانی زندگی عطا کر دی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن حالات میں اور جس انداز میں جرأت اور استقامت کے ساتھ آپ نے جام شہادت نوش کیا ہے اس وجہ سے قیامت تک شہید مرحوم کے خون کا ہر قطرہ آسمان احمدیت پر ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔

یہ سنہری کلمات جو ہمیشہ کیلئے تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئے ہیں جملہ پسماندگان کیلئے نہ صرف قابل رشک ہیں بلکہ ان کے دلوں کو غیر معمولی تسکین اور بشاشت عطا کرنے والے ہیں۔ اس پس منظر میں ہم جملہ افراد جماعت احمدیہ برطانیہ، سب متعلقین اور پسماندگان کی خدمت میں دلی تعزیت بھی کرتے ہیں اور صمیم قلب سے مبارکباد بھی عرض کرتے ہیں کہ مرزا غلام قادر شہید مرحوم نے وہ بلند مقام حاصل کر لیا اور وہ سعادت عظمیٰ پالی جو محض خدا تعالیٰ کی جناب سے عطا ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

غم اور ناز کے ان ملے جلے جذبات کے ساتھ ہم اس قرار داد کی نقول پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب و قدسیہ بیگم صاحبہ، مکرمہ محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ، محترمہ صاحبزادی نصرت جہاں صاحبہ محترمہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی ربوہ، اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں بھجواتے ہوئے اپنے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

## وادیٔ کشمیر کے احمدی حجاج کرام کی بخیریت واپسی

الحمد للہ۔ مولا کریم کے خاص فضل و کرم سے اس سال وادیٔ کشمیر سے مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم ڈاکٹر فاروق احمد صاحب امریکہ۔ مکرم محمد عبد اللہ ڈار صاحب، مکرم غلام رسول صاحب وانی آف ناصر آباد، مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ، مکرمہ مستحیہ بیگم صاحبہ بنت مرحوم مولانا محمد یوسف شاہ صاحب سیفی آف اسلام آباد زیارت بیت اللہ شریف اور دیگر ارکان حج کی ادائیگی کے بعد بخیریت واپس آگئے ہیں۔

مولا کریم حجاج کرام کی عبادات کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی عبادات اور خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔ احباب سے ان سب کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (عبدالحمید ٹاک امیر جماعت احمدیہ صوبہ کشمیر)

## محترم مرزا غلام قادر صاحب شہید مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ

محترم صاحبزادہ صاحب ۲۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ایبٹ آباد کے پبلک سکول سے میٹرک پاس کیا۔ وہیں سے ایف ایس سی اس شان سے پاس کیا کہ پشاور بورڈ میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے بی۔ ایس۔ سی الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں امریکہ تشریف لے گئے اور جارج میسن یونیورسٹی ورجینیا سے ایم۔ ایس۔ سی کمپیوٹر سائنس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ آپ نے چونکہ پہلے ہی سے اپنی زندگی خدمت دین کیلئے وقف کر رکھی تھی لہٰذا امریکہ سے کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے فوراً بعد مرکز سلسلہ ربوہ میں خدمتِ دین کیلئے حاضر ہوگئے اور تحریک جدید کے تحت جماعت احمدیہ میں پہلی بار شعبہ کمپیوٹر قائم کیا۔ اس طرح سے محترم صاحبزادہ صاحب مرکز سلسلہ ربوہ میں جماعتی نظام میں کمپیوٹر نظام کے بانی مبانی اور معمار اوّل ہیں۔ آپ نے ۱۹۸۹ء میں یہ جدید علم جماعت کی خدمت کیلئے نہایت محنت، عرق ریزی اور فنی مہارت سے استعمال کرنا شروع کیا اور مختلف شعبہ جات کیلئے کمپیوٹر کے پروگرام تیار کئے ان میں وصیت، وقفِ نو، امور عامہ، دعوت الی اللہ، مال اوّل، امانت تحریک کے شعبے شامل ہیں۔ ان کے علاوہ فضل عمر ہسپتال کے کچھ حصوں کا کام بھی آپ نے اعزازی طور پر کیا۔

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب جماعت احمدیہ میں پہلی بار قائم ہونے والی ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز کے بانی سرپرست اور بانی چیئرمین بھی تھے۔ یہ ایسوسی ایشن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی اجازت سے ۱۹۹۷ء میں قائم ہوئی۔ اور اس کے قیام سے اب تک آپ دونوں عہدوں پر فائز چلے آرہے تھے۔ یہ ایسوسی ایشن اپنے تین سالہ کنونشن کر چکی ہے اور خدا کے فضل سے فعال اور مستعد طور پر جماعتی خدمات بجا لارہی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں مہتمم مقامی، مہتمم مال اور مہتمم تجنید کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی خدمات کا ایک اہم اور روشن باب ربوہ میں بطور سیکرٹری وقف نو خدمات انجام دینا ہے۔ ربوہ میں محلوں کی سطح پر واقفین نو بچوں کو منظم کرنے کا کام بہت کٹھن اور ذمہ داری کا تقاضا کرتا تھا۔ آپ نے ۳۲۰۰ واقفین نو کا کمپیوٹر پر ڈاٹا تیار کیا۔ ان کی ایک خاص کامیابی ربوہ میں زبانیں سکھانے والے ادارے کا قیام تھا جو دار الرحمت وسطی کی مسجد سے ملحقہ عمارت میں نہایت اعلیٰ خدمات بجا لارہا ہے جہاں ۸۰ سے زائد واقفین زبانیں سیکھ رہے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل آپ نے ربوہ کی سطح پر واقفین نو بچوں کے مقابلوں کا اہتمام کیا۔ پہلے محلوں کی سطح پر مقابلے ہوئے پھر بلاکس کی سطح پر اور پھر آل ربوہ کی سطح پر بیت المہدی کے لان میں یہ مقابلے اختتام کو پہنچے جہاں پر میاں غلام قادر صاحب نے رپورٹ پیش کی۔

آپ کے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ کھیلتی تھی۔ بڑی نرمی، سادگی اور آہستگی سے بات کرتے۔ نہایت محنتی، خاموش طبع اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ اور اس پر طبیعت کے بے تکلف اظہار نے آپ کے حسن و خوبی کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں چار کمسن بچے عزیزہ سطوت (بعمر نو سال) عزیزم کرشن احمد (بعمر سات سال) اور دو جڑواں بیٹے عزیزم محمد مفلح اور نور الدین (بعمر اڑھائی سال) بھی شامل ہیں۔

مکرم صاحبزادہ صاحب کی غیر معمولی عظمت رکھنے والی شہادت باعث ناز بھی ہے لیکن اس بہت سی خوبیاں رکھنے والے نہایت پیارے وجود کی جدائی کا غم اور صدمہ بھی بہت شدید ہے۔ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا۔ بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن)


سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح
الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب

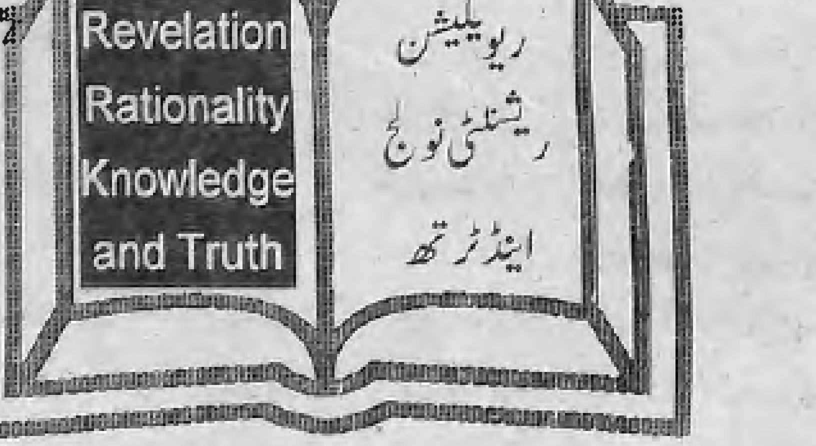


بہترین ٹائیٹل اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہے۔ (صفحات 756)

ملنے کا پتہ

نظارت نشر و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105

# جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ ۹۹-۳-۲۱ کو جماعت احمدیہ نانچاری مُڈور میں شام ۷ بجے تا ۹ بجے جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم محمد یعقوب صاحب جماعت احمدیہ نانچاری مُڈور نے کی مکرم موصوف کی اجازت سے تلاوت کلام پاک سے جلسے کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم مستان صاحب نے تلاوت کی جبکہ مکرم ولی پاشاہ صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔

پہلی تقریر مکرم حسین صاحب سیکرٹری مال نے کی۔ موصوف نے چندے کی اہمیت وافادیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں کو وقت پر چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی شیخ نذیر الدین صاحب معلم وقف جدید بیرون نے کی۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کے میدان میں جو عظیم الشان خدمات سر انجام دے رہی ہے ان کا تذکرہ تلگوزبان میں کیا۔ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب بنگالی معلم وقف جدید بیرون نے امام مہدی کی بیعت کرنا کیوں ضروری ہے کے متعلق وضاحت سے لوگوں کو سمجھایا۔ مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب نے چوتھی تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے چند اہم واقعات کا ذکر کیا۔ آخر میں صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو جماعت کے کاموں میں دلچسپی سے حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔

خاکسار نے دعا کروا کر مکرم صدر اجلاس کی اجازت سے جلسے کی برخاستگی کا اعلان کیا۔

سید رسول مبلغ سلسلہ

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ جماعت احمدیہ نرگاؤں میں جلسہ یوم مسیح موعود صدر جماعت محترم ہدایت علی صاحب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم کلیم الدین خان صاحب، مکرم حیات خان صاحب، مکرم ارادت خان صاحب، مکرم عاشق خان صاحب، مکرم ہدایت علی صاحب اور خاکسار کی تقاریر ہوئیں۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیک نتائج پیدا فرمائے اور ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سید فضل نعیم معلم وقف جدید)

# بھارت کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

دہلی: -۲۱ر فروری بروز اتوار محترم سید طارق احمد صاحب صدر جماعت دہلی کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا تلاوت عبد القیوم صاحب اور نظم مکرم لیاقت علی صاحب کی ہوئی۔ مکرم عبد السلام صاحب نے متن پیشگوئی پڑھ کر سنائی۔ اس اجلاس میں کل پانچ تقریریں ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم داؤد احمد صاحب قائد مجلس کی ہوئی اسی طرح دوسری تقریر شاکر رشید صاحب۔ تیسری تقریر فضل احمد صاحب چوتھی تقریر مکرم سید عزیز احمد صاحب مبلغ سلسلہ دہلی اور پانچویں تقریر خاکسار کی ہوئی۔ آخر میں صدر جلسہ کے اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (سید کلیم الدین احمد مبلغ دہلی)

کوڈیا تھور (کیرالہ): - مکرم ایم۔ بی۔ محمد صاحب نائب صدر کوڈیا تھور کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ بعد تلاوت و نظم خاکسار ایم ظفر احمد کی پہلی تقریر ہوئی بعدہ دوسری تقریر ٹی کے محمود صاحب معلم کرولائی نے کی اور پھر اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایم ظفر احمد مبلغ کوڈیا تھور)

پینگاڈی (کیرالہ): - مکرم پی۔ پی۔ ناصر الدین صاحب امیر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ سی۔ ایچ۔ عبد الغفور صاحب کی تلاوت ہوئی۔ نظم پی۔ ایچ۔ احمد صاحب نے پڑھی اور نائب امیر سی۔ ایچ۔ عبد الشکور صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ (C.H. عبد المجید سیکرٹری تبلیغ وتربیت)

بنگلور (کرناٹک): - محترم قریشی عبد الحلیم صاحب سیکرٹری وقف نو کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ پیشگوئی کا متن عزیز قریشی حمید الرحمٰن صاحب نے پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ بعدہ قریشی عظمت اللہ صاحب نے سیرت حضرت مصلح موعود پر تقریر کی صدارتی خطاب کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جڑچرلہ (آندھرا): - ۹۹-۲-۲۸ بعد نماز ظہر جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد نثار احمد نے پیشگوئی کا متن پڑھکر سنایا اور عزیز محمد سعادت احمد نے تقریر کی۔ اس کے بعد محترم محمد صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ جڑچرلہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور قیمتی نصائح کیں۔ اور بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کیطرف سامعین کی توجہ کو مبذول کروایا اور آخری تقریر خاکسار کی ہوئی اور دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔ (محمد حبیب اللہ شریف معلم)

## ریویو آف ریلیجنز کے خریدار متوجہ ہوں

ماہانہ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداران سے درخواست ہے کہ اپنا بقایا چندہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرمائیں۔ (نظارت نشر و اشاعت قادیان)

# ۳۵ویں جلسہ سالانہ کیرنگ کا کامیاب انعقاد

بفضلہ تعالیٰ ۳۵ویں جلسہ سالانہ کیرنگ مورخہ ۱۵-۱۶ فروری ۹۹ء بروز سوموار اور منگل دو روزہ جامع مسجد احمدیہ کیرنگ کے صحن میں منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس جلسہ میں مکرم جناب امیر صاحب صوبائی اڑیسہ کے علاوہ مکرم جناب سید محمد سرور صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان اور مکرم جناب مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں مکرم جناب مولوی غلام نبی نیاز صاحب انچارج مبلغ سری نگر اور مکرم جناب مولوی سلطان احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج آندھرا پردیش۔ مکرم مولوی محمد سعادت اللہ صاحب مبلغ سلسلہ کٹک۔ مکرم مولوی فرزان احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ (ایم پی)۔ مکرم مولوی فضل عمر محمود صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک۔ مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج اڑیسہ۔ مکرم مولوی شوکت انصاری صاحب مبلغ سلسلہ بھوبنیشور۔ مکرم مولوی سید فضل باری صاحب مبلغ سلسلہ پنکال مکرم مولوی کے ناصر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد قادیان۔ مکرم مولوی محمد معراج علی صاحب مبلغ سلسلہ موسیٰ بنی مائنز (بہار)۔ مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید، مکرم مولوی شیخ رحمت اللہ صاحب معلم وقف جدید اور مکرم مولوی سید فضل نعیم صاحب معلم وقف جدید نے شرکت کر کے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں۔ اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ علاوہ ازیں صوبہ اڑیسہ کے تمام معلمین کرام وقف جدید اندرون وبیرون نے شرکت کر کے جلسے کو کامیاب بنایا۔ علاوہ ازیں اڑیسہ کی مختلف جماعتوں کے افراد کے علاوہ ۴۰ نو مبائعین نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ دوروزہ اس اجلاس میں نماز تہجد اور درس و تدریس کا انتظام کیا گیا تھا۔ صبح نو ۹ بجے سے دوپہر ایک بجے تک اور دن چار بجے سے رات ۸ بجے تک ہر دودن اجلاسات کے پروگرام جاری رہے۔ اجلاس کے دوسرے دن کا آخری جلسہ پیشوایان مذاہب کا اجلاس رکھا گیا تھا۔ اس اجلاس میں غیر مذاہب خصوصاً ہندو معززین نے شرکت کی۔ جناب برج بندھو مہاپاترا۔ پروفیسر سناتن مسرا صاحب (صدر گیتا مجلس مذاکرات) ایڈووکیٹ شیو سندر پٹنائک جنرل سیکریٹری گیتا بھون، نے شرکت کی اور اپنے تاثرات بیان کئے۔ اور تقریریں کیں۔ ان دو روزہ اجلاسات کے پروگرام کو Live telicaste کر کے ہر گھر تک پہنچایا گیا۔ اور تمام اجلاسات کے پروگرام کا ویڈیو کیسٹ کیا گیا۔ احباب جماعت احمدیہ کیرنگ کے علاوہ تقریباً ۳۰۰ مہمانان کرام نے شرکت کی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس جلسے کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ کیرنگ، اڑیسہ)

# مجلس انصار اللہ لاہور کا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کا سالانہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5-6 ستمبر 98 دار الذکر لاہور میں منعقد ہوا۔ اس کا پہلا حصہ 12 اپریل کو پکنک کی صورت میں جلو پارک لاہور میں رکھا گیا جس میں پکنک کے ساتھ ساتھ ورزشی مقابلے بھی کروائے گئے۔

5-6 ستمبر کو اجتماع کا دوسرا حصہ شروع ہوا چنانچہ 5 ستمبر ساڑھے سات بجے مکرم عبد الحلیم صاحب ناظم انصار اللہ علاقہ نے افتتاح کیا اور رات 10.30 بجے تک مقابلہ جات ہوتے رہے۔

اجلاس اول: 6 ستمبر کو پہلا اجلاس صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا جس کی صدارت محترم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب نائب امیر ضلع لاہور نے کی تلاوت عہد اور نظم کے بعد پرچہ ذہانت ہوا جس میں 500 افراد نے حصہ لیا۔ مابعد سوال وجواب کا دلچسپ پروگرام منعقد ہوا مکرم حافظ مظفر احمد صاحب اور مکرم مولوی محمد اعظم اکسیر صاحب نے سوالوں کے جواب دئے۔

اجلاس دوم: اجلاس کی کاروائی محترم میجر عبد اللطیف صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولوی محمد اعظم اکسیر صاحب نے دعوت الی اللہ کے بارہ میں بعض ایمان افروز واقعات بتائے۔ اس کے بعد جناب ثاقب زیروی صاحب نے اپنے حالات زندگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شفقتوں کا ذکر کیا۔ بعدہ محترم قائمقام امیر صاحب نے دعوت الی اللہ کے میدان میں مزید محنت کرنے کیطرف توجہ دلائی۔

اختتامی اجلاس: محترم مولوی محمد اعظم اکسیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ بعد تلاوت و نظم محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں احباب کو دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں توجہ دلائی۔ اس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد صدر اجلاس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مفصل تقریر کی۔ اور آخر میں شکریہ احباب کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (کریم احمد خان نائب ناظم عمومی انصار اللہ لاہور)

# مجلس خدام الاحمدیہ برلن کی تبلیغی مساعی

برلن اپنی تاریخ و تمدن کے لحاظ سے دنیا کے چوٹی کے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔اس مجلس کے قائد مکرم عبداللہ جانی صاحب کا بوسنیا سے تعلق ہے۔اگرچہ انہیں احمدیت قبول کئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر اپنے اخلاص میں انہوں نے قابل رشک ترقی کی ہے اور احسن رنگ میں خدماتِ دینیہ بجالا رہے ہیں۔ماشاء اللہ۔ماہ فروری میں Humboldt University کی ایک طالبہ مسجد میں تشریف لائیں اُن سے قریباً ساڑھے چار گھنٹے تبلیغی گفتگو ہوئی۔انہوں نے یونیورسٹی میں اسلام سے متعلق ایک سیمنار کروایا تھا۔یہ تبلیغی گفتگو زیادہ تر یورپی معاشرے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کے حوالے سے تھی۔اس طالبہ نے لٹریچر بھی حاصل کیا اور مزید رابطے کا وعدہ کیا۔ایک اور طالب علم مسجد تشریف لائے اور معتمد مجلس مکرم سید محمد افضل صاحب سے لمبی تفصیلی گفتگو کی۔یہ دوست میونخ یونیورسٹی میں "جرمنی میں مساجد" کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری کیلئے مقالہ لکھ رہے ہیں۔اسی توسط سے انہوں نے رابطہ کیا ان دوست نے قریباً ۴ گھنٹے اسلام میں مساجد کی اہمیت، آداب مساجد نیز جماعت احمدیہ کے عقائد پر تفصیلی گفتگو کی۔اسی طرح مزید ۳ زیر تبلیغ جرمن طلباء سے متعدد مرتبہ تبلیغی نشست ہوتی رہی۔اللہ تعالیٰ ان کو احمدیت کے چشمے سے سیراب ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

# لجنہ اماء اللہ ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو کا کامیاب سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دفعہ لجنہ کا اجتماع آئی لینڈ کے مرکزی ریجن کے Rudranath Capildeo Learning Resource Centre کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔یہ ہال ائرکنڈیشنڈ تھا اور جگہ بھی بہت فراخ اور آرام دہ تھی۔اس اجتماع میں ۶۰۰ کے قریب خواتین و بچیاں شامل ہوئیں۔کئی غیر احمدی مسلمان، ہندو اور عیسائی مہمان بھی اجتماع دیکھنے اور سننے کیلئے آئیں۔اور اجتماع کے بہترین انتظامات اور نظم و نسق اور عمدہ ماحول اور تقاریر سے بہت متاثر ہوئیں۔اس مرتبہ تقاریر کا معیار بھی بہت اچھا تھا۔

مکرمہ قریشہ محمد صاحبہ نائب صدر لجنہ نے رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے ذرائع کے موضوع پر اور مکرمہ کامرون Achang صاحبہ، سیکرٹری مال نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر اور مکرمہ عابدہ ساقی صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے عشقِ قرآن اور عشقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقاریر کیں۔مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر جماعت نے بھی لجنہ سے خطاب کیا اور لجنہ کو خدمت دین کے لئے اپنے اوقات اور اپنے بچوں کو وقفِ کرنے اور ان کی بہتر دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی۔دُعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ مساعی میں برکت دے اور تمام لجنات کو بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق بخشے۔(رپورٹ:زاہدہ ابراہیم۔ٹرینیڈاڈ)

# Koblenz میں ایک کامیاب جرمن نشست کا انعقاد

مجلس انصار اللہ کوبلنز کو خدا کے فضل سے ۳۱ جنوری ۱۹۹۹ء کو ایک جرمنی تبلیغی نشست قائم کرنے کی توفیق ملی۔یہ میٹنگ کوبلنز کے ایک خوبصورت ہوٹل میں منعقد ہوئی۔اس میٹنگ میں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی محترم صدر صاحب انصار اللہ محرم ہدایت اللہ ہبش صاحب، محترم ملک عبداللطیف صاحب قائد تبلیغ اور مکرم و محترم محمود صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ نے شرکت کی اس میٹنگ کو کامیاب بنانے کیلئے ۲ ماہ پہلے سے ہی تیاری کی گئی تھی۔لوگوں میں دعوت نامے تقسیم کئے گئے اس سلسلہ میں ایک دو میٹنگز کی گئیں اور کام کو تقسیم کیا گیا۔تمام دوستوں نے تعاون کیا اور اس میٹنگ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ۶۴ تھی۔اس میٹنگ کا آغاز تین بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ چوہدری منور احمد صاحب خالد نے کی۔اس کے بعد مکرم و محترم اوئل عمر صاحب جو کہ جرمن احمدی ہیں انہوں نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد بچیوں نے ایک جرمن نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔نظم کے بعد مکرم و محترم ہدایت اللہ صاحب ہبش نے احمدیت کا تعارف پیش کیا جس کے بعد احباب کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔محترم ہدایت اللہ صاحب نے بڑے مدلل جواب دیئے۔پھر امیر صاحب نے بھی مزید اس کی وضاحت کی۔اس طرح یہ میٹنگ سوا پانچ بجے شام تک جاری رہی۔(رپورٹ:ریاض احمد صاحب فانی،ناعم علاقہ انصار اللہ ریجن رائن موزل)

## حضور پُرنور کے درس القرآن کی آڈیو کیسٹس

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ درس القرآن کی آڈیو کیسٹس دفتر وقف نو بھارت میں قیمتاً دستیاب ہیں۔واقفین نو بچے بچیوں کے استفادہ کیلئے والدین ان کیسٹس کا اپنے گھر میں سنانے کا اہتمام کریں۔مذکورہ کیسٹس فی کیسٹ۔/۲۰ روپیہ دفتر وقف نو قادیان بھارت سے حاصل کرسکتے ہیں۔(نیشنل سکریٹری وقف نو بھارت)

# عیسائی عقائد سے بیزاری کا بڑھتا ہوا رجحان

(چوہدری خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

۱۹۹۶ء میں یہاں جو مردم شماری ہوئی تھی اس کے نتائج اخباروں میں آرہے ہیں۔ایک تجزیہ کے مطابق آسٹریلیا کے عیسائیوں کی تعداد نسبتاً گھٹ رہی ہے۔پچاس سال قبل کی مردم شماری جو ۱۹۴۷ء میں ہوئی تھی۔اس میں ۸۸ فیصد لوگوں نے اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا تھا۔یہ تعداد گر کر ۱۹۹۱ء میں ۷۴ فیصد اور ۱۹۹۶ء میں ۷۱ فیصد ہو گئی۔

۱۹۹۶ء میں ۱۶ فیصد نے لکھا کہ ان کا کوئی مذہب نہیں اور ۸ء۷۶ نے مذہب کے خانہ کو خالی چھوڑ دیا اور یوں آج کل ۲۵ فیصد آبادی کسی بھی مذہب سے منسلک نہیں ہے۔اس کے بالمقابل ۱۹۴۷ء میں صرف ۳ء۰ فیصد نے کہا تھا کہ ان کا کوئی مذہب نہیں ہے۔

آسٹریلیا میں دس بڑے مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ان میں سے سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب بدھ مت ہے۔۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۶ء کے درمیان ان کی تعداد میں ۴۲ فیصد اضافہ ہوا ہے۔دوسرے نمبر پر جس مذہب کے پیروکاروں میں نسبتاً زیادہ اضافہ ہوا ہے وہ مسلمان ہیں۔ان کی تعداد میں اس عرصہ میں ۳۵ فیصد اضافہ ہوا ہے اور اب ان کی تعداد دو لاکھ تک پہنچ چکی ہے جو تقریباً سبھی ترک وطن کر کے یہاں آباد ہوئے ہیں۔مذہب سے باغی ہونے والے طبقہ میں اکثریت نوجوان نسل کی ہے۔ہر نسل اپنے سے پہلی نسل کے مقابلے میں زیادہ مذہب کو چھوڑتی جارہی ہے۔ چنانچہ ۲۰ تا ۲۴ سالہ نوجوان مرد و عورت میں سے ۲۲ فیصد نے اب کہا ہے کہ ان کا تو کوئی مذہب ہی نہیں۔ لیکن گزشتہ نسل کے لوگ جواب ۵۰ تا ۵۴ سال کی عمر کے ہیں ان میں سے ۱۲ فیصد نے کہا ہے کہ ان کا کوئی مذہب نہیں موجودہ نسل کے دادے نانے وغیرہ جواب ۷۵ سال سے زائد عمر کے ہیں ان میں سے صرف ۵ء۵ فیصد نے کہا کہ ان کا کوئی مذہب نہیں۔اور یوں ہر آنے والی نسل پہلی کے مقابلہ میں مذہب سے زیادہ برگشتہ ہوتی چلی جارہی ہے۔ لیکن اخبار کے مطابق یہ بات دوسرے مذاہب پر چسپاں نہیں ہوتی۔ آسٹریلیا کا غالباً سب سے مؤقر روزنامہ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ) اپنے ایک حالیہ اداریہ میں اس بڑھتی ہوئی عیسائی عقائد سے بیزاری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"....What all this suggests is that conventional understanding of Christmas can no longer enjoy the currency it once did. The claims made about meaning of Christmas for all people are no longer the claim of all people. Indeed even some Christians have begun to question key aspects of the Christmas story such as whether the account of Virgin birth can be taken as literal truth which were once considered central to its understanding. The meaning people attach to Christmas is increasingly a matter of private intuition and reasoning rather than declarations of a Creed".

(Sydney Morning Herald 24.12.98)

یعنی "ان ساری باتوں سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کرسمس کو تقلید کے طور پر جو کچھ پہلے سمجھا جاتا تھا اب اس کا رواج نہیں رہا۔کرسمس کے مدعا کے بارہ میں جو دعوے کئے جاتے تھے کہ یہ سب کیلئے ہے اب یہ سب کا دعویٰ نہیں رہا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود بعض عیسائیوں نے کرسمس کے کلیدی پہلوؤں پر سوالات اُٹھانے شروع کردیئے ہیں مثلاً یہ کہ آیا بن بیاہی پیدائش کو حرف بحرف سچ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔حالانکہ یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی زمانہ میں کرسمس کے عقیدہ کو سمجھنے میں مرکزی حیثیت رکھتی تھیں۔اب تو لوگ کرسمس کو جو بھی سمجھتے ہیں اس کا تعلق ان کے اپنے وجدان اور عقل سے ہے نہ کہ کسی عقیدہ کے اعلان سے"۔

عیسائیوں کی اپنے عقائد سے بدظنی خدا کی ایک بڑی تقدیر کی طرف اشارہ کررہی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" کے صفحہ ۶۷ پر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسی بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

## قارئین کی آراء

# قادیانی نہیں، احمدی!

”سیاست“ مورخہ ۵/اپریل میں زیر عنوان ”باطل طاقتیں اسلام کے پیغام کو مٹانے کے درپے“ ممتاز عالم دین مولانا سید سلیمان ندوی کے خطاب کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے مولانا محمد حمید الدین صاحب عاقل امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش نے کہا کہ دیہاتوں میں جہالت کا دور دورہ ہے۔۔۔ ہندوستان کے دینی علاقوں میں قادیانی مسلمانوں کو دین سے دور کرنے میں سرگرداں ہیں موصوف نے اس بیان کی روشنی میں کہ دیہاتوں میں جہالت کا دور دورہ ہے۔ اس کے بعد ہندوستان کے دینی علاقوں میں جو طبع ہوا ہے۔ وہ کتابت کی غلطی ہوگی دیہی کو دینی لکھ دیا گیا ہوگا۔ لیکن یہ بیان کہ قادیانی مسلمانوں کو دین سے دور کرنے میں سرگرداں ہے عالم کہلا کر اور عاقل کا جامہ پہنکر یہ کہہ دینا کہ قادیانی مسلمانوں کو دین سے دور کرنے میں سرگرداں ہیں قابل غور ہے قادیان پنجاب میں واقع ایک مقام کا نام ہے جہاں ہندو سکھ اور عیسائی بھی رہتے ہیں اور اپنی اس سکونت کے ناطے سب قادیانی ہیں اس قادیان میں اللہ تعالیٰ نے مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود کے روحانی عہدہ سے سرفراز فرمایا تا آپ يحيي الدين و يقيم الشريعة کے فرائض انجام دیں۔ جس کی خوشخبری سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدیاں قبل دی تھی اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ من لم یعرف امام زمانه ومات فقد مات ميتة الجاهلية۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں صراحت فرمادی کہ اِن يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِن يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ۔ مامور زمانہ نے اپنے ماننے والوں کو احمدی مسلمان قرار دیا جو حقیقی اسلام سے دنیا کو روشناس کرا رہے ہیں ان حقائق کو پس پشت ڈالکر عاقل صاحب کا یہ کہنا کہ ”قادیانی مسلمانوں کو دین سے دور کرنے میں سرگرداں ہے“ اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ کسی احمدی سے ملکر تبادلہ خیال کرلیں اور مامور زمانہ کو مان کر جہالت کی موت سے بچیں اور ارشاد خداوندی کا لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِثْمُ الْفُسُوْقُ بعد الایمان پر عمل کرتے ہوئے احمدیوں کو قادیانی کہنے سے باز آئیں اور تقی الدین صاحب صدر ایجوکیشنل سوسائٹی کی طرح احمدیت کو قادیانیت کا نام نہ دیں۔

(محمد عبد اللہ بی۔ ایس۔ سی حیدر آباد)

## باطل طاقتیں اسلام کے انقلاب آفرین پیام کو مٹانے کے درپے

### دیہی علاقوں کے مسلمان نشانہ ’ممتاز عالم دین مولانا سید سلمان ندوی کا خطاب

حیدر آباد ۴/اپریل (دکن نیوز) ممتاز عالم دین حضرت مولانا سید سلمان الحسینی الندوی نے کہا کہ باطل طاقتیں اسلام کے انقلاب آفرین پیغام کو مٹادینے کے درپے ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ ملت اسلامیہ کے نوخیز نسل کے ذہنوں سے قرآن حکیم رسول عربی کی حیات طیبہ اور صحابہ کرام کے اسوہ کو نکالا جائے جس کیلئے انہوں نے اپنا نشانہ دیہاتوں کو بنایا ہے تاکہ معصوم افراد کو گمراہ کیا جائے۔ مسلمانوں میں جب تک ایمان سے بھرپور جذبہ پیدا نہ ہوگا اس وقت تک کوئی ٹھوس کام ہو نہ سکے گا۔ قرآن کے حیات آفرین پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے علاقائی زبانوں میں تراجم کے ساتھ اخلاق و کردار کا درس دیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا سید سلمان الحسینی الندوی نے الحق ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے زیر اہتمام دیہاتوں میں مساجد و دینی مدارس کا قیام اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر وی وی فنکشن ہال جام باغ میں مسلمانوں کے کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے اپنے دلسوز خطاب میں مسلمانوں کو تلقین کی وہ صیہونی طاقتوں سے ہوشیار رہیں جو مسلمانوں کے تشخص اور نئی نسل کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کیلئے عصری ذرائع ابلاغ کا سہارا لے رہی ہے۔ مولانا ندوی نے حضور اکرم صلعم کے حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو قرآن کی روشنی میں بتلاتے ہوئے کہا کہ آپ صلعم نے مکہ کی سرزمین پر دعوت دین کی ابتدا بڑے ہی حکمت کے ساتھ شروع کی اور منافقوں کے سوالات کا منہ توڑ جواب دیا لیکن اس دور میں کوشش کی جارہی کہ مسلمانوں کے تعلیمی معاشی پالیسیوں کو کالعدم کیا جائے اور اسلام کے سلسلے میں شکوک و شبہات میں مزید بتلا کیا جائے۔ لیکن اسلام جو حکمت و عظمت کا دین ہے مسلمان اس طریقے کو اپنائیں تو وہ مخالفین کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ مولانا محمد حمید الدین عاقل امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش نے کہا کہ دیہاتوں میں جہالت کا دور دورہ ہے جس کے بنا جاہلانہ رسومات زوروں پر ہیں۔ دنیا کے کسی بھی خطہ میں مسلمانوں کو چین و سکون نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین میں بیت المقدس کو ڈھانے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہندوستان کے دیہی علاقوں میں قادیانی مسلمانوں کو دین سے دور کرنے میں سرگرداں ہے۔ مولانا محمد حفیظ اللہ خان ندوی نے کہا کہ یہ دور مسلمانوں کیلئے تعلیمی آزمائش کا دور ہے اور دیہاتوں میں معصوم مسلمانوں کو تشدد پر ابھارا جارہا ہے۔ اس لئے ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے اور تعلیمی تحریک چلائی جائے۔ سابق ریاستی وزیر و رکن اسمبلی جناب بشیر الدین بابو خان نے کہا کہ دیہاتوں میں طلباء کو تعلیم دینے کیلئے اساتذہ کی تربیتی کلاسس شروع کئے جائیں۔ انہوں نے اس بات پر اظہار تاسف کیا کہ مسلمان اتنے سخت مصائب سے گذرنے کے باوجود اپنا مرکزی مقام بنوا نہ سکے۔ آج حکومت مسلمانوں کے فلاح و بہبود اور مساجد کی تعمیر کیلئے جامع منصوبہ رکھتی ہے جس کیلئے 350 کروڑ روپے منظور کر کے اپنے ہاں رکھے ہوئے ہے ضرورت ہے کہ اس کو استعمال میں لایا جائے۔ مولانا محمد رضوان القاسمی ناظم دار العلوم سبیل السلام نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے اولاد میں انبیائی مزاج پیدا کریں جو توحید سے لبریز ہو۔ مولانا عبد الرحیم قریشی صدر کل ہند مجلس تعمیر ملت نے کہا کہ قدیم زمانہ میں دیہاتوں میں عاشور خانوں کی کثرت ہوا کرتی تھی۔ اگر ان دیہاتوں میں رہنے والے افراد میں توحید و رسالت کو مستحکم کیا جائے تو ان سے ایمان دستبردار نہ ہوگا۔ ابتداء میں مولانا تقی الدین صدر الحق ایجوکیشنل سوسائٹی نے مہمان کا خیر مقدم کیا اور سوسائٹی کا تعارف کروایا اور کہا کہ سوسائٹی کا مقصد دیہاتوں میں دینی مدارس کا قیام، مساجد کی تعمیر و دار الاقامہ کا قیام کے علاوہ قادیانیت کا انسداد اور تلگو زبان میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔ جناب عبد اللہ صدیق نے شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر مرد و خواتین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

(روزنامہ سیاست 5-4-99)

## انفیکشن بھی دل کی بیماری کا سبب بنتی ہے۔ سائنسدانوں کی وارننگ

ٹورنٹو یونیورسٹی کی امیگن انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے کئے گئے مطالعہ میں بتایا گیا ہے کہ جسم کے کسی بھی حصہ میں بکٹیریا کی انفیکشن سے دل کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ ریسرچ کنندوں نے دل کی بیماری سے پیدا ہونے والی انفیکشن کا پتہ لگایا ان کے مطابق چل میڈیا بکٹیریا جو انفیکشن کا بہت ہی عام سبب ہے صرف سطحی طور پر دل کی پروٹین کا ٹکڑا جیسا لگتا ہے لیکن وہ متعدد بیماری کی حفاظت کی حد کو پار کر جاتا ہے۔ دل کی بیماری صنعتی دنیا میں عم ہے اسلئے ڈاکٹر اس کے خاص لنک کے بارے جائزہ لیتے ہیں۔ کئی سائنسدانوں کے گروپوں نے دیکھا ہے کہ چل میڈیا بکٹیریا خون کی شریانوں میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ یہ پایا گیا ہے کہ جو لوگ چل میڈیا انفیکشن کا شکار ہوئے خون کی شریانوں میں رکاوٹ بننے کا امکان دس گنا زیادہ تھا لیکن ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان انفیکشن سے نمونیا یا جنسی بیماری کیسے لگتی ہے۔ جس سے کہ دل کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

## اعلانِ نکاح

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان کا نکاح عزیزم محمود احمد صاحب مزمل ابن مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر قادیان کے ہمراہ مبلغ -/36666 روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے 7.4.99 کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے باعث برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(کرشن احمد قادیان)

بقیہ صفحہ: 20

## کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایمان افروز تصنیف تذکرة الشهادتين“ میں نہایت پرشوکت الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔۔۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے۔۔۔۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔۔۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔“

(تذکرة الشهادتین صفحہ ٦٧) [روحانی خزائن)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore - 560002 ☎ 6707555

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

# رباعیات

## (پیغامی دوست کے نام)

......۱......

محمود سے اے دوست عداوت کو چھوڑ دے
اس پاک دل بشر سے شقاوت کو چھوڑ دے
ہو جلد آکے سلک خلافت میں منسلک
کر دور دل سے بغض، بغاوت کو چھوڑ دے

......۲......

گستاخیوں کو چھوڑ کے خدمت گزار بن
بہتان وکذب چھوڑ صداقت شعار بنا
سرکش نہ ہو خلافتِ حقہ کے سامنے
کبر و غرور چھوڑ اطاعت گزار بن

......۳......

خلیفے حق تعالیٰ کے سراپا نور ہوتے ہیں
اسی کے دین کی خدمت پہ وہ مامور ہوتے ہیں
مخالف کور چشمی میں ضیاء سے دور ہوتے ہیں
لٰہذا وہ عداوت پر بہت مجبور ہوتے ہیں

......۴......

مصلح موعود جو آنا تھا وہ مُوجود ہے
انتظار اب تین سو برسوں تلک بے سود ہے
کون ہے "نور خدا" حق و صداقت کا نشاں
ہے اگر چشم بصیرت دیکھ! وہ "محمود" ہے

......۵......

خلیفہ دین کا واحد علمبردار ہوتا ہے
خلیفہ مذہب و ملت کا اک سالار ہوتا ہے
ہمارا کام طاعت ہے کہ طاعت میں ہی عظمت ہے
خدا سے بُعد کا باعث ہی استکبار ہوتا ہے

......۶......

خلیفہ تو علیٰ وجہ البصیرت پاک ہوتا ہے
مگر "منکر" ہمیشہ بے ادب بے باک ہوتا ہے
ترقی دن بدن ہوتی ہے اس کی بدگمانی میں
حقیقت میں وہ منکر فاسق و ناپاک ہوتا ہے

......۷......

لاہور کو تو چھوڑ کے اب قادیاں میں آ
وہ دشت خار چھوڑ کے اس بوستان میں آ
دامن میں آکے تو بھی خلافت کے لے پناہ
دارالفتن کو چھوڑ کے "دارالاماں" میں آ

......۸......

بلند تو بھی مبائع کی طرح دین کا علم کردے
پکڑ کر تیغ فرقانی سر باطل قلم کردے
مٹا کر سارے جھگڑوں کو بھلا کر اختلاف اپنا
خلافت کی اطاعت میں سر تسلیم خم کردے

# بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری کی سوس بنک میں جمع رقوم پاکستانی حکام نے واپس لانے کی کوششیں شروع کردیں

اسلام آباد 27 اپریل (پ ٹ ا) پاکستان کی سابق پردھان منتری بے نظیر بھٹو ان کے خاوند آصف زرداری کو کرپشن کے الزام میں سزا سنائے جانے کے بعد اب پاکستانی انتظامیہ نے ان کے سوس بنک کھاتوں میں جمع ساری رقم کو واپس لانے کی کوشش شروع کردی ہے۔ وزیر قانون خالد انور نے اس بات کی تصدیق کی کہ بے نظیر بھٹو اور ان کے خاوند کے سیل بند سوس کھاتہ میں جمع غلط ذرائع سے موصول شدہ رقم کو واپس لانے کیلئے قانونی عمل شروع کردیا گیا ہے۔

انور نے بتایا کہ کرپشن کے مقدموں میں لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے دیئے گئے فیصلہ کی کاپیاں سوس افسران کو بھیج دی گئی ہیں۔ بے نظیر اور ان کے خاندان کے ممبران کے سبھی سوس کھاتوں کو پچھلے برس پاکستان کی انتظامیہ کی ہدایت پر سیل کیا جاچکا ہے۔ انور نے بے نظیر کے اس الزام کو بھی بے بنیاد بتایا ہے کہ ان کیخلاف جس عدالت نے فیصلہ سنایا وہ ایک کٹھ پتلی عدالت ہے اور اس کے ججوں میں سے ایک کی ان کے تئیں ذاتی دشمنی ہے۔

# ورلڈ سکھ کونسل کے صدر جسٹس کلدیپ سنگھ اپنے عہدہ سے مستعفی

یو این آئی کی خبروں کے مطابق گذشتہ دنوں ورلڈ سکھ کونسل صدر جسٹس کلدیپ سنگھ (ریٹائرڈ) نے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی ایگزیکٹو کی طرف سے گزشتہ روز اکال تخت کے معطل شدہ جتھیدار بھائی رنجیت سنگھ کی برطرفی کے پیش نظر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ مسٹر جسٹس کلدیب سنگھ نے چنڈیگڑھ میں جاری اپنے ایک بیان میں کہا کہ ۱۰ ممبری ایس جی پی سی ایگزیکٹو کمیٹی کی طرف سے بھائی رنجیت سنگھ کی برطرفی نہ صرف قانون کے خلاف ہے۔ بلکہ اس سے اکال تخت کے وقار کو بھی کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو کہ سکھ پنتھ کی اعلیٰ ترین مذہبی سیٹ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کئی ماہ سے سکھ سیاست کرائسس کے دور سے گزر رہی ہے اور امید ظاہر کی کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بھائی رنجیت سنگھ کی نام نہاد برطرفی سے کرائسس مزید گہرا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پنتھ کو متحد کرنے اور پنتھک اقدار کو بچانے بارے اگر کوئی امیدیں بچی تھیں تو انہیں اس سے دھکا لگا ہے۔ انہوں نے کہاں کہ ایک سکھ ہونے کے ناطے میں اکال تخت صاحب کی سپریمی بحال کرنے کیلئے اپنی بہترین کوشش کروں گا۔

# صحیح العقل اور بالغ مسلم لڑکی کو سرپرست کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنے کا حق حاصل

یو-این آئی کی خبروں کے مطابق گذشتہ دنوں نئی دہلی میں اسلامی فقیہہ اکیڈمی کے زیراہتمام ایک تین روزہ سیمینار منعقد ہوا جس میں ملکی وغیر ملکی ۲۵۰ سے زیادہ علماء شریک ہوئے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ ایک صحیح العقل اور بالغ مسلم لڑکی کو اپنے سرپرست کی رضامندی کے بغیر بھی نکاح کرنے کا حق حاصل ہے اور لڑکے اور لڑکی میں باہمی رضامندی سے نکاح شریعت کے مطابق جائز ہے۔ اور خاندان کے کسی ممبر کو ایسے نکاح پر کوئی اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ تاہم یہ بات پسندیدہ ہے کہ لڑکی اور سرپست دونوں کی رضامندی ہو مقررین نے کہا کہ اگر عورت اپنے سرپرست کی مرضی کے خلاف اپنے سے کم رتبہ والے شخص سے شادی کرتی ہے تب بھی اس کی شادی جائز ہے لیکن سرپرستوں کو قاضی سے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

بحث میں حصہ لینے والے نمائندوں نے کہا کہ تمام مسلمان ایک بھائی چارہ ہیں اور اسلام میں پشتینی طور پر خاندانی بنیاد پر اونچ نیچ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ سیمینار بھارت کی اسلامک فقیہہ ایکیڈمی کے زیراہتمام کرایا گیا تھا اس میں سماجی مدعوں خاص کر شریعت کی روشنی میں لڑکے اور لڑکی کے حقوق کے معاملہ پر غور کیلئے منعقد کیا گیا تھا۔

خاندان، سماجی مالی تعلیمی اور دوسرے امور شادی میں حائل نہیں ہونگے۔ سرکردہ ماہرین قانون، جسٹس تقی، عثمانی، سپریم کورٹ پاکستان کے سابق جج سیریا کے شیخ وہاب اور لندن کے مولانا یعقوب بھی شامل تھے۔


STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
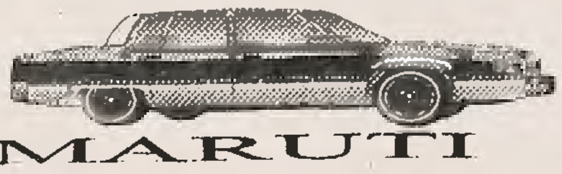
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

بقیہ صفحہ: 7

ہے۔۔۔ ان کی زندگی میں ایسی راتیں بھی آئیں جبکہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں سوئے" حضور نے فرمایا کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک جسطرح سب خلفاء کی کمزوریوں سے درگذر کرتے ہوئے دینکی تمکنت کا سامان پیدا کیا ہے اور سب وفاداروں سے بڑھ کر وفاداری کا ثبوت دیا ہے اسی طرح وہ پہلے سے بڑھ کر ستاری فرمادے۔ ہمیں ابتلاؤں سے بچائے۔

(الفضل ۱۲ر جون ۱۹۸۲ء بدر یکم جولائی ۱۹۸۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تمام کامیابیوں کی بنیاد دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرنے کو قرار دیا ہے۔ خلافت رابعہ کا موجودہ دور بیشمار برکتوں کا حامل ہے۔ آج جماعت بیج کی ایک ابتدائی حیثیت سے نکل کر ایک تن آور درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے اور اس کی شاخیں دنیا کے تمام ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ اور ہر نیا آنے والا دن اس کی ترقی میں نئی وسعتیں لیکر آرہا ہے اس کی آواز کو اگر ایک ملک نے دبانا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل سے M.T.A کے نظام کو قائم فرما کر اس کے ماتحت خلیفہ وقت کی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب خلافت حقہ کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ ان برکتوں سے وافر حصہ پانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ نے اپنے وفاشعار بندوں کیلئے مقدر کر رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ: 8

لاکھوں انسان مختلف مذاہب اور فرقوں سے اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں اور اس سال ایک کروڑ افراد کا اس جماعت میں بیعت کر کے شامل ہونا متوقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید کے تمام بڑی بڑی اور اہم زبانوں میں تراجم جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ شائع کر چکی ہے۔ ظاہر ہے اگر یہ جماعت بھی خلافت یا حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ تھامے رکھتی تو دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح افتراق و اختلاف کی دلدل میں پھنس کر خدمت اسلام کے میدان میں کچھ بھی نہ کر سکتی۔

پس آج مسلمانوں کیلئے اسی میں عافیت اور بھلائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت علی منہاج نبوت کو تسلیم کر لیں تو ان کے تمام دینی و دنیوی اختلافات وقت کے اس برگزیدہ مامور اور اس کے ذریعہ قائم ہونے والے بابرکت نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہونے سے حل ہو سکتے ہیں۔ جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم عدل قرار دیا ہے اور جس سے گریز اختیار کر کے مسلمانوں نے سوائے ناکامی کے نہ کچھ حاصل کیا ہے اور نہ کر سکیں گے۔ ان کا یہ انحراف یقیناً آنحضرت ﷺ کی صریحاً نافرمانی ہے مسلمان آنحضرت ﷺ کے نافرمان بن کر نہ قیامت تک آپسی انتشار سے نجات پا سکتے ہیں اور نہ ہی دشمن کے مقابلہ میں اپنی شکست کو فتح میں بدل سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطاب میں مسلمانوں کو عموماً اور جماعت احمدیہ کے افراد کو خصوصاً مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت کی تاثیر کو دنیا میں پھیلاتی ہے تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو"۔

(الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

اللہ تعالیٰ تمام عالم کو اسلام اور بنی نوع انسان کو قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ان ارشادات کو سمجھنے کی بصیرت اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ ☆

بقیہ صفحہ: 11

## خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمتِ خلافت کی قدر ذاتی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

"ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے، خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اسلئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۷۵-۳۷۴)

مندرجہ بالا ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعت اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اسی وقت تک جائز سمجھی جا سکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف نہ ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات و تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ پڑے تو پھر باقی تمام رشتوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنین کے مدّ نظر ہونی چاہئے۔ کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہئے اور باقی سب رشتے اسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم کو خلیفہ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت صحیح طور پر سمجھنے کا اہل بنائے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرے۔ آمین

خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزم موجودات میں خیر البشر ہونا

بقیہ صفحہ: 21

سرخرو ہونے اور سستی شہرت حاصل کرنے کا سنہری موقع ہاتھ آیا ہوا ہے اگر آپ صدق دل سے اثبات حق کے خواہشمند ہیں تو اخبار سالار اور پاسبان کو رضامند کر کے ایڈیٹر صاحبان کی تحریری یقین دہانی بھجوائیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے مضامین اور بیانات من و عن اپنے اخبارات میں شائع کرنے کے پابند ہیں تاکہ ایک دفعہ پھر آپ کے اسلاف عبد الحق صاحب غزنوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ سے لیکر آج تک کے مکفرین اور مکذبین جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت اور منظور احمد چنیوٹی جیسوں کی ذلت آمیز لعنتوں کا تذکرہ ناقابل تردید ثبوت کے ساتھ پیش کر کے بنگلور کے مسلمانوں پر بھی آپ کی کذب بیانیوں اور گمراہ کن تبصروں اور آپ کی طرف سے دعوت مباہلہ کے قبول کرنے کی حقیقت کو منظر عام پر لایا جا سکے۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

☆ ☆

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر کار ٹیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

**Subscription**
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

# The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

(091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 Thursday, 13/20 th May, 1999 Issue No: 19/20

## سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ۹۹ء

اراکین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے 30-29-28 ستمبر بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کردیں۔ اور دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو غیر معمولی کامیاب اور بابرکت بنائے۔ (آمین) (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

## سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت ۹۹ء

اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت کیلئے 27-26 ستمبر بروز اتوار اور پیر کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کردیں۔ اور دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو غیر معمولی کامیاب اور بابرکت بنائے (آمین)

[صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان]

مذہبی تحقیقی اور علمی مضامین سے بھرپور انگریزی ماہنامہ

## ریویو آف ریلیجنز

مذہبی تحقیقی اور علمی مضامین سے بھرپر انگریزی ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز ہر ماہ شاندار get up کے ساتھ لندن سے شائع ہوتا ہے خود بھی پڑھیں اور لائبریریوں، کالجوں اور دیگر علمی ادارہ جات کے نام جاری کروائیں۔ سالانہ چندہ ایک صد روپے (Rs.100/-) درج ذیل پتہ جات پر خط و کتابت کریں۔

Nazarat Nashro Ishaat
Sadr Anjuman Ahmadiyya
Qadian - 143516
Dt. Gurdaspur Punjab (INDIA)
Tel : 01872 - 20749
Fax: 01872 - 20105

Review of Religions
The London Mosque
16, Gressn Hall Road
SW 18 5QL
London (U.K)
Tel : 0044181708517
Fax : 00441818701095

(ناظر نشر واشاعت قادیان)

علم الابدان کی دُنیا کا ایک عظیم شاہکار

**ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل**

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے
مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دیئے گئے لیکچروں کا مجموعہ (صفحات 902)

...... ملنے کا پتہ ......

نظارت نشر واشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105

## محمد شعیب اللہ مفتاحی کے نام امیر جماعت احمدیہ کرناٹک کا کھلا خط

مکرم مولوی محمد شعیب اللہ صاحب مفتاحی ! والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ نے مورخہ ۹۹-۴-۲۰ اور ۹۹-۴-۲۲ کی اشاعت روزنامہ "پاسبان" اور روزنامہ "سالار" بنگلور میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے چیلنج مباہلہ کو منظور کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ "میرا مباہلہ "چیلنج نمبر ا کے متعلق ہوگا" (روزنامہ پاسبان و سالار ۲۰/۲۲/اپریل) اس کیلئے عرض ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے جن شرائط کے ساتھ چیلنج مباہلہ مرتب فرماکر اپنے مخالفین و معاندین و مکفرین و مکذبین کو قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ آپ کو بھی انہیں شرائط پر چیلنج مباہلہ کو منظور کرنا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ ہمارے ارسال کردہ چیلنج مباہلہ پر دستخط فرماکر اس چیلنج مباہلہ کو اپنے دونوں اخباروں میں یا اور زیادہ اخباروں میں خوب خوب اس کی تشہیر کریں گے اس کے ساتھ ہی دستخط شدہ چیلنج مباہلہ کی کاپی ہمارے پاس ہمارے پتہ پر ارسال فرماکر عنداللہ ماجور ہونگے۔ اس خط کے ساتھ چیلنج مباہلہ کی کاپی مزید ارسال کررہے ہیں۔ سابق میں ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۷ء نومبر میں آپ کو چیلنج مباہلہ ارسال کیا جاچکا ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے۔

"لیکن میں میرے آقا و مولا حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی "ختم نبوت" کے محافظین میں ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے داخل ہونے کو اپنے لئے باعثِ فخر اور سبب نجات سمجھتا ہوں اس لئے مرزا طاہر کے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور مرزا طاہر کو مبارزت کیلئے میدان مباہلہ میں آنے کی کھلے طور پر دعوت دیتا ہوں۔ اور میری طرف سے پورا اختیار دیتا ہوں کہ وہ بنگلور میں کسی بھی ایسی جگہ کا انتخاب کرلے جو بالکل عام ہو جیسے کوئی "میدان، عیدگاہ، چوراہا، وغیرہ اور جو تاریخ اور وقت چاہے مقرر کرلے مجھے منظور ہوگا"۔ ("پاسبان" و "سالار" ۲۰/۲۲/اپریل ۹۹ء)

اس مذکورہ اقتباس کے جواب میں مسلم جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دیئے گئے پریس ریلیز کو درج کرتے ہیں۔ جو روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"مباہلہ دُعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے فیصلہ طلبی کا نام ہے۔ اس کیلئے کسی مخصوص مقام پر اجتماع ضروری نہیں"

جب کوئی شخص خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے مخالف اس کا انکار کریں اور تکذیب میں شدّت اختیار کریں اور دلائل کو سختی سے ٹھکرادیں اور اس کے بدلے مخالفت اور تمسخر اور تذلیل کا سلوک کریں تو ایسی صورت میں دعویدار یا اُس کا نمائندہ مخالفت کرنے والوں کو دعوت دیتا ہے۔ کہ آؤ ہم یہ معاملہ خدا کی عدالت میں لے جائیں اور بجائے حجّت بازی اور بحث و مباحثہ کے اس بات کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دیں کہ وہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہو اُس پر لعنت بھیج کر دنیا پر ثابت کردے کہ کون سچا ہے۔ اور کون جھوٹا؟ اس کا ذکر قرآن میں سورۃ آل عمران آیت ۶۲ میں ملتا ہے۔ ابتہال کا مطلب ایک دوسرے کے مقابل پر صف آرائی نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی ایک جگہ اکٹھے ہونے کا کوئی مفہوم اس میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ مراد صرف یہ ہے۔ کہ ہم اللہ کے حضور گریہ وزاری کریں گے۔ اور عاجزانہ دُعائیں کریں گے۔ کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے۔ اُس پر خدا لعنت بھیجے۔ پس مباہلہ کا فیصلہ شوخی نعرہ بازی اور گالی گلوچ سے نہیں ہوتا اور نہ انہی دلائل کو دہرانے سے ہوتا ہے جو دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل پر پہلے سے استعمال کرتے چلے آتے ہیں۔ بلکہ مباہلہ کے بعد حجت بازی ختم۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُم (الشوریٰ ۱۶) اب چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کا اعلان عام ہوچکا ہے اس لئے احمدیت کے مخالفین و معاندین کے ساتھ بحثیں ختم ہوگئیں اس کے بعد انتظار ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کیا ظاہر فرماتی ہے۔

جماعت احمدیہ نے مباہلہ کی جو دعوت دی ہے۔ وہ اسی مفہوم کے مطابق ہے اسلئے کسی ایک مقام پر اکٹھا نہ ہونا ہرگز جماعت احمدیہ کے فرار پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ اور ساری دنیا کے احمدیوں نے پہلے دن سے ہی خدا کے حضور یہ دُعائیں شروع کردی ہیں۔ کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت بھیجے اور اگر مخالف ظلم و ستم سے باز نہ آئے اور تکذیب میں بڑھتا چلا جائے تو پھر اس کا جھوٹ دنیا پر ظاہر کردے تاکہ سعید فطرت لوگ ہدایت پائیں اس لئے جماعت احمدیہ تو مباہلہ میں داخل ہوچکی ہے۔ جو چاہے اس دعوتِ مباہلہ کو قبول کرے اور جو چاہے انکار کردے اور جو بھی اس دعوت مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے خدا کے حضور ابتہال و گریہ وزاری سے یہ دُعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی لعنت جھوٹے کا مقدر بنے تو وہ مباہلہ میں فریق بن جاتا ہے ہماری طرف سے صرف یہ نصیحت ہے کہ اسلامی طریق اور سنّت کے مطابق شرافت کا مظاہرہ کیا جائے اور خوف خدا سے کام لیا جائے اور اس بات کا انتظار کیا جائے کہ خدائی عدالت سے اس بارہ میں کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے" (منجانب رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ عالمگیر بشکریہ روزنامہ جنگ لندن ۲۲/اگست ۱۹۸۸ء)

پس ہمیں پوری اُمید ہے کہ اس جوابی وضاحتی خط کو آپ اپنے اخباروں میں شائع فرمائیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ کے چیلنج مباہلہ پر دستخط فرماکر انہیں اخباروں میں شائع فرماکر ایک کاپی دستخط کے ساتھ ہمارے پتہ پر ارسال فرمائیں گے تاکہ ہمیں بھی علم ہو کہ آپ نے چیلنج مباہلہ قبول کرلیا ہے۔ باقی معاملہ جب خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوجائے گا تو ہم اور آپ دونوں ہی اس قہار اور حی القیوم خدا کے فیصلہ کا انتظار کریں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

انَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْن (البقرہ ۱۵۴)

والسلام علی مَنِ اتَّبعَ الھدیٰ

(خاکسار محمد شفیع اللہ امیر جماعت احمدیہ بنگلور ۳۰/اپریل ۱۹۹۹ء)

ڈیزائننگ و کمپوزنگ : کرشن احمد، مصباح الدین اعجاز احمد قادیان